216

ترسیل زر اور انتظامی امور کے متعلق جملہ خط و کتابت بنام منیجر الفضل ہو

ٹیلیفون نمبر ۹۰

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۞ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

الفضل

روزنامہ

خطبہ نمبر ۴۳

قادیان

یوم یک شنبہ

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت ڈیڑھ آنہ

جلد ۲۹	۷ - ماہ فتح ۱۳۲۰ ہش	۱۷ - ماہ ذوالقعدہ ۱۳۶۰ھ	۷ - ماہ دسمبر ۱۹۴۱ء	نمبر ۲۷۸

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ - ماہ فتح ۱۳۲۰ ہش - حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ساڑھے سات بجے شام کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے - کہ حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے - الحمد للہ ۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو جگر میں درد اور سر میں چکر آنے کی تکلیف ہے ۔ احباب دعائے صحت کریں ۔

صاحبزادی امۃ المتین بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بعارضہ بخار بیمار ہیں - احباب دعائے صحت کریں ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ

خدا تعالیٰ نے فیصلہ کیا ہے کہ احمدیت کے ذریعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی حکومت دُنیا میں پھر قائم کرے

تحریک جدید کے مالی مطالبہ کے آٹھویں سال کا اعلان

آخری تین سالوں میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کی جائے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۸ - ماہ نبوت ۱۳۲۰ ہش مطابق ۲۸ - نومبر ۱۹۴۱ء

مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-

بنی نوع انسان نے اپنے تجربہ سے یہ بات معلوم کی ہے - کہ

دُنیا کی ترقی کا راز

یہ ہے - کہ جو بہترین چیزیں ہیں - انہیں قائم رکھا جائے - اور اُن کو پہلے سے زیادہ بڑھانے اور ترقی دینے کی جدوجہد کی جائے - دُنیا کی ہر چیز کے متعلق انسان نے اس رنگ میں کوشش کی ہے - اور اس کے نتیجہ میں دُنیا کو

پہلے سے زیادہ بہتر

بنا دیا گیا ہے - غلہ انسان کے کھانے کی چیز ہے مگر غلہ کے بیجوں کو ہی ترقی دے کر انسان نے کہیں کا کہیں پہونچا دیا ہے - گندم کو ہی لے لو آج سے چالیس پچاس سال پہلے

گندم

کی جو پیداوار فی ایکڑ ہمارے ملک میں ہوتی تھی اب اس سے کہیں زیادہ ہوتی ہے - کیونکہ فن زراعت کے ماہرین نے گندم کے بیجوں کو ترقی دے کر انہیں ایسا اعلےٰ بنا دیا ہے - کہ اب دانہ پہلے سے زیادہ اچھا ہوتا ہے - دانوں سے آٹا زیادہ اچھا نکلتا ہے - اور پیداوار فی ایکڑ پہلے سے بہت زیادہ ہوتی ہے - حالانکہ ہمارے ملک بالخصوص پنجاب کے لوگ عام طور پر نئی ایجادوں سے بہت گھبراتے ہیں - مگر آہستہ آہستہ ہم دیکھتے ہیں - کہ اس معاملہ میں زمیندار گورنمنٹ کی ہدایات اور اسکی راہ نمائی کو قبول کرنے پر تیار ہو گئے ہیں - چھوٹے چھوٹے گاؤں میں چلے جاؤ - تمہیں زمیندار آپس میں یہ باتیں کرتے نظر آئیں گے - کہ آٹھ الف گندم بوئی ہے - ۵۹۱ بوئی ہے - ۵۱۸ بوئی ہے - کیونکہ وہ جانتے ہیں - کہ اگر اچھا بیج زمین میں ڈالیں گے - تو پیداوار زیادہ ہوگی - دانہ اچھا ہوگا - اور آٹا زیادہ نکل سکے گا - اسی طرح

گنّا

ہے - ہمارا یہ ضلع گنّے کے لئے خاص طور مشہور ہے - حالانکہ یہ میرے اپنے ہوش کی بات ہے - کہ بالعموم یہاں ایسا گنّا ہوتا تھا - کہ اس میں اور سرکنڈے میں کوئی زیادہ فرق محسوس نہیں ہوتا تھا - نہایت باریک اور سخت گنّا ہوتا تھا - اور جب بچپن میں ہم اسے چوستے تھے - تو چوستے وقت ہمارے ہونٹوں اور زبان پر زخم ہو جاتے تھے - مگر دیکھ لو - اب اُس گنّے میں ہی کتنی ترقی ہوئی ہے - جب گنّے کے بیج کی حفاظت کی گئی - اور اُسے بڑھایا گیا تو نہایت اعلےٰ قسم کے گنّے پیدا ہونے شروع ہو گئے - اور پیداوار بھی آگے سے بہت بڑھ گئی - اسی طرح

کپاس

ہے - اس میں بھی زراعت والوں نے بہت ترقی کی ہے - پھلوں اور پھولوں کو دیکھا جائے - تو انہیں بھی ترقی دے کر کہاں سے کہاں پہونچا دیا گیا ہے - یہی چھوٹے چھوٹے گٹھلیوں والے

آم

جنہیں لوگ چوستے پھرتے ہیں - اور جو پیسے پیسے دو دو پیسے سیر بِل جاتے ہیں - انہی کو ترقی دے کر کوئی لنگڑا نکل آیا ہے - کوئی مالدہ نکل آیا ہے کوئی دوسہری نکل آیا ہے - کوئی بمبئی نکل آیا ہے - غرض قسم قسم کے آم ایجاد کر لئے گئے ہیں - اور ابھی ان کو اور زیادہ بڑھایا جا رہا ہے - اور ترقی یافتہ آموں میں سے اور آم پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے پھولوں کو ہی دیکھ لو - ہمارے ملک میں پہلے ایک ہی

گلاب

کا سُرخ پھول ہُوا کرتا تھا - مگر اب بیسیوں قسم کے پھول نکل آئے ہیں - کوئی گلاب کا سیاہ رنگ کا پھول ہے - کوئی گلاب کا زرد رنگ کا پھول ہے - اسی طرح کوئی سفید رنگ کا گلاب ہے - اور کوئی کاسنی رنگ کا گلاب ہے پھر کوئی چھوٹے حجم کا ہے - اور کوئی اتنے بڑے حجم کا ہے - کہ پُرانے زمانہ کے کئی کئی پھول اس میں آجاتے ہیں - اسی طرح گائیوں - بیلوں - بکریوں اور مُرغیوں کی نسلوں کو دیکھ لو - وہ کیسی ترقی کر رہی ہیں

اور کس طرح انسان نے کوشش کر کے ان کو پہلے سے زیادہ اعلےٰ بنا دیا ہے۔ اور اس ساری

ترقی کا گُر

یہی ہے کہ پہلے ایک عمدہ نسل کو چُن لیا جاتا ہے، پھر اس میں سے عمدہ حصہ کو چُن لیا جاتا ہے۔ اور پھر اس میں سے اور عمدہ حصہ کو چُن لیا جاتا ہے۔ اور اس طرح دُنیا ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔

غرض دُنیا کے ہر شعبہ میں

انتخاب اور انتخاب کے بعد مزید تگ و دو

اور محنت کے ساتھ اسے بڑھانا ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ اور یہی وجہ اس کی ترقی کی ہے۔ اور جبکہ دنیا میں باقی تمام چیزوں کے متعلق ہمیں یہ نظارہ نظر آتا ہے۔ تو کس طرح ممکن ہے کہ انسان جو اشرف المخلوق بنایا گیا ہے، اس کی ترقی کے راستے اللہ تعالیٰ نے نہ کھولے ہوں۔ اس نے کھولے ہیں اور یقیناً کھولے ہیں۔ مگر انسان اپنے گرد وپیش کی اشیاءٗ کی ترقی کی طرف تو توجہ کرتا ہے۔ لیکن وہ اپنی

نسل کی ترقی

کی طرف کبھی توجہ نہیں کرتا۔ ہر زمیندار چاہتا ہے۔ کہ وہ اچھا مرغا لا کر زیادہ انڈے دینے والی اور زیادہ خوبصورت اور کار آمد مرغیاں پیدا کرے۔ ہر زمیندار چاہتا ہے کہ وہ اچھا بیل لائے۔ تاکہ اس سے بیلوں کی عمدہ نسل چلے۔ ہر زمیندار چاہتا ہے۔ کہ وہ گورنمنٹ فارم سے اچھے سے اچھا بیج خرید کر لائے۔ تاکہ اس کی پیداوار زیادہ ہو۔ زمیندار چاہتا ہے کہ وُہ اچھی کپاس بوئے تاکہ اس سے اعلیٰ فصل پیدا ہو۔ ہر زمیندار چاہتا ہے کہ وُہ باغ لگانے سے پہلے عمدہ سے عمدہ پودے لائے۔ تاکہ اس کا باغ نہایت اعلیٰ ہو۔ لیکن اس تمام کوشش کے بعد جب وہ اپنی ذات کی طرف آتا ہے۔ تو وُہ اس امر کی کوئی کوشش نہیں کرتا۔ کہ اچھی نسل تیار کرے، وہ اس امر کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ کہ ایسی نسل پیدا کرے جو

خاندان کے لئے عزت

کا موجب ہو۔ گویا اس کو اس بات کی تو ضرورت ہے کہ اس کی مرغیاں اچھی ہوں۔ اسے اس بات کی تو ضرورت ہے کہ اس کی بکریاں اچھی ہوں۔ اسے اس بات کی تو ضرورت ہے کہ اس کے بیل اچھے ہوں، اسے اس بات کی تو ضرورت ہے کہ اس کی گندم اچھی ہو، لیکن اسے اس بات کی کوئی ضرورت نہیں۔ کہ دنیا میں جو انسان پیدا ہونیوالے ہیں وہ بھی اچھے ہوں، اور خاندان کی نیک نامی اور عزت کا موجب ہوں حالانکہ جسمانی اور روحانی دونوں لحاظ سے

انسان کے لئے ترقی کی بہت بڑی گنجائش ہے

مجھے ہمیشہ انگریزی قوم کی پرانی تصویریں اور آجکل کے انگریزوں کی شکلیں دیکھ کر حیرت آتی ہے، کہ ان میں کس قدر فرق پیدا ہو گیا ہے۔ پرانی تصویروں سے معلوم ہوتا ہے، کہ انگریز کسی زمانہ میں بالکل چھوٹے قد کے تھے۔ مگر اب انگریزوں کو دیکھ لو ان کے اتنے لمبے قد ہوتے ہیں، کہ ہمارے ملک کے اچھے قد آور لوگ بھی ان کیطرف نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں۔ ہمارے موجودہ وائسرائے اور ان کے بیوی بچے سارے اتنے لمبے قد کے ہیں۔ کہ ہمارے ملک کے قد آور مرد بھی ان سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ حالانکہ اسی قوم کی پرانی تصویریں دیکھی جائیں تو معلوم ہوتا ہے، کہ پہلے

انگریز معمولی چھوٹے قد کے

تھے لیکن اس قوم نے اپنی نسل کی ترقی کی طرف توجہ کی، اور ایسے سامان پیدا کئے، کہ جن سے آئندہ نسل زیادہ بہتر ہو سکتی تھی۔ چنانچہ اب انگریز پہلے سے بہت زیادہ قد آور اور مضبوط ہوتے ہیں، یہی حال اور متمدن ممالک کا ہے لیکن ہمارے ملک میں گورنمنٹ بھی گھوڑوں کی بہتری کے لئے تو کوشش کرتی ہے، گدھوں کی بہتری کے لئے تو کوشش کرتی ہے بڑغلوں کی بہتری کے لئے تو کوشش کرتی ہے بیلوں کی بہتری کے لئے تو کوشش کرتی ہے، بکریوں کی بہتری کے لئے تو کوشش کرتی ہے۔ مگر انسانی نسل کی بہتری کے لئے کوئی کوشش نہیں کرتی۔ اور

ہمارے ملک کے لوگ

تو بالکل آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں، اور انہیں اپنی نسلوں کی ترقی کی طرف کوئی توجہ نہیں۔ انہیں صرف یہ خیال رہتا ہے کہ روٹی پیٹ بھر کر مل جائے، چاہے وہ روٹی کھانے والا کتنا ہی ذلیل وجود کیوں نہ ہو، حالانکہ اچھی روٹی کے لئے اچھے کھانے والوں کی بھی تو ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح اچھے گھوڑے کے لئے اچھے سوار کی ضرورت ہوتی ہے اگر ایک انسان کو ناگوری بیل کی خواہش ہو۔ تو اس ناگوری بیل کے لئے ایک چوڑے چکلے سینہ والے مضبوط آدمی کی بھی تو ضرورت ہوگی۔ آخر خود ہی سوچو وہ آدمی کیسا بدنما معلوم ہوگا۔ جو خود تو ٹھنگنا سا اور دبلا پتلا ہو۔ اور کھانستا چلا جا رہا ہو۔ مگر اس کے آگے آگے ناگوری بیل جا رہا ہو۔ اسی طرح روٹی پیٹ بھر کر مل جانا بے شک ایک اچھی بات ہے مگر اس سے بھی زیادہ ضروری یہ ہے۔ کہ روٹی کھانے والا اچھا ہو۔ لیکن ہمارے ملک میں بیلوں کی طرف تو توجہ کی جاتی ہے گھوڑوں کی طرف تو توجہ کی جاتی ہے بکریوں کیطرف تو توجہ کی جاتی ہے۔ گندم کے بیج اور اس کے دانوں کی طرف تو توجہ کی جاتی ہے۔ لیکن

اگر نہیں توجہ کی جاتی تو انسان کیطرف

حالانکہ بیل اور انسان میں کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی۔ ایک انسان کی صحت کی عمدگی اور گندم کے دانوں کی عمدگی میں کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی۔ کپاس کے اچھا ہونے اور انسان کے اچھا ہونے میں کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی۔ مگر لوگ ان چیزوں کو تو اچھا بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر جس کی خاطر خدا تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو بنایا ہے۔ اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ گھوڑے خدا نے کیوں بنائے ہیں۔ اسی لئے کہ انسان کے کام آئیں۔ بیل خدا نے کیوں بنائے ہیں، اسی لئے کہ انسان کے کام آئیں۔ گندم خدا نے کیوں بنائی ہے، اسی لئے کہ انسان کے کام آئے۔ کپاس خدا نے کیوں بنائی ہے اسی لئے کہ انسان کے کام آئے۔ مگر جس کی خاطر خدا تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کو بنایا ہے۔ اس کی طرف تو کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ اور جو چیزیں

انسان کی خادم

ہیں، ان کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ حالانکہ جسمانی اور روحانی ترقی کے لئے خدا تعالیٰ نے غیر محدود راستے رکھے ہوئے ہیں جس طرح ایک انسان یہ خواہش کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے ٹھنگنے اور چھوٹے سے قد کے بیل کی بجائے ناگوری بیل دے۔ جو میرے بیل سے کئی گنا زیادہ ہل چلا دے۔ جس طرح وہ چاہتا ہے۔ کہ ایک ٹھنگنی اور چھوٹی سی گائے کی بجائے اللہ تعالیٰ مجھے ایسی گائے دے، جو دس دس بیس بیس سیر دودھ دینے والی ہو۔ اور یہ کوئی

تعجب کی بات نہیں

ہمارے ملک میں ہی ایسی گائیں ہیں جو من من دودھ دیتی ہیں، پھر جس طرح انسان یہ خواہش کرتا ہے، کہ ایک چھوٹی سی بھینس کی بجائے جو نہایت ردی اور دبلی پتلی ہو، اور دودھ تو صرف دو تین سیر دیتی ہو مگر کھاتی بہت ہو خدا تعالےٰ اسے ایسی بھینس دے، جو دس پندرہ سیر دودھ دینے والی ہو۔ اور جس سے دو سیر مکھن نکل آئے۔ اسی طرح ہر انسان کو یہ خواہش کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور میری آئندہ نسلوں کو بھی

اعلےٰ درجہ کی روحانی ترقیات

عطا کرے۔ اور ہمیشہ ہمارا قدم روحانی ترقیات کے میدان بڑھتا چلا جائے۔ چنانچہ دیکھ لو ہمارے دلوں میں خدا تعالےٰ نے کس طرح بار بار اس خواہش کو پیدا کرنے کی تدبیر کی ہے جب ہم سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ اور اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کہتے ہیں۔ تو اس کے کیا معنی ہوتے ہیں؟ یہی معنی ہوتے ہیں کہ جس طرح دنیا میں بعض جسمانی دیو ہیں۔ یعنی بڑے بڑے مضبوط ناگوری بیل ہیں، بڑے بڑے خوبصورت اور عمدہ گھوڑے ہیں بڑے بڑے قد آور مرغے ہیں۔ بڑی بڑی اعلےٰ نسل کی بکریاں ہیں۔ اسی طرح انسانوں میں

بعض بڑے بڑے روحانی وجود

ہیں۔ جیسے نوحؑ ہوئے ابراہیمؑ ہوئے۔ موسےٰؑ ہوئے داؤدؑ ہوئے سلیمانؑ ہوئے عیسےٰؑ ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہوئے۔ اور صرف انہی پر بس نہیں۔ اور ہزاروں انبیاء ہوئے۔ بلکہ بعض حدیثوں سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایک لاکھ بیس ہزار نبی ہوئے ہیں۔ یہ انسانوں میں سے بڑے بڑے قد آور روحانی وجود تھے۔ جن کے سامنے دوسرے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے گٹھ بیٹھے یا بالشتیے ہوتے ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پس جب خدا تعالےٰ یہ کہتا ہے۔ کہ تم یہ کہا کرو۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم تو دوسرے الفاظ میں وُہ انسان سے یہ کہتا ہے۔ کہ

مجھ سے یہ دُعا کرو

کہ اے خدا میری گٹھڑ مٹھیا۔ اور بالشتیا رُوح کو بڑھا کر تو نُوحؑ جتنا لمبا قد دے دے۔ ابراھیمؑ جتنا لمبا قد دیدے مُوسےٰؑ جتنا لمبا قد دے دے۔ داؤدؑ جتنا لمبا قد دے دے۔ سلیمانؑ جتنا لمبا قد دے دے۔ عیسیٰؑ جتنا لمبا قد دے دے۔ اب دیکھ لو۔ کس طرح خدا تعالےٰ نے ہمارے دل میں بنی نوع انسان کی ترقی کے متعلق خواہش پیدا کر دی ہے اور کس طرح اس دُعا میں یہ سبق سکھلایا گیا ہے۔ کہ ہر انسان کو یہ جد وجہد کرنی چاہیئے۔ کہ اس کا روحانی قد اس کی روحانی عظمت اور اُس کی رُوحانی بڑائی ویسی ہی ہو جائے۔ جیسے نوحؑ کی تھی۔ جیسے ابراہیمؑ کی تھی۔ جیسے موسیٰؑ اور داوٗدؑ اور سلیمانؑ اور یعقوبؑ اور یوسفؑ اور عیسےٰؑ کی تھی۔ اور جیسے ان سب سے بڑھ کر ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تھی۔ لیکن باوجود اس کے کہ مسلمانوں کے سامنے یہ مقصد عالی رکھا گیا تھا۔ اور انہیں مجبور کیا گیا تھا۔ کہ وُہ پانچ وقت یہ دُعا کریں۔ پھر بھی ان کے دلوں میں اپنی اور

بنی نوع انسان کی روحانی ترقی

کے لئے کوئی تڑپ نہیں پائی جاتی۔ اور یہی وجہ اُن کے روحانی تنزل کی ہے بھلا سوچو۔ اگر تم کوئی ردّی قسم کا نہایت پرانا۔ اور گلا سڑا گندم کا بیج زمین میں بو دو۔ اور دُعا یہ کرنے لگ جاؤ۔ کہ یا اللہ! آٹھ الف گندم پیدا ہو جائے یا اللہ! ۵۹۱ پیدا ہو جائے۔ یا اللہ ۵۱۸ پیدا ہو جائے۔ تو کیا اس دُعا کے نتیجہ میں تمہیں اعلےٰ قسم کی گندم مل سکے گا یا تمہارے پاس تو پُرانی قسم کے اَنڈے مرغے ہوں۔ اور تم دُعا یہ کرو۔ کہ یا اللہ ان سے لیگ ہارن (Leg horn) پیدا ہو جائیں۔ یا اللہ ان سے وائٹ سیکس (White Sussex) پیدا ہو جائیں۔ یا اللہ ان سے مینارکا (Monarcha) پیدا ہو جائیں۔ یا اللہ ان سے رھوڈز آئی لینڈ (Rhodes Island) پیدا ہو جائیں۔ تو کیا تمہاری یہ دُعا قبول ہو جائے گی۔

اسی طرح اگر تم دیسی کپاس بو کر بیٹھ جاؤ۔ اور دُعا کرنے لگ جاؤ۔ کہ یا اللہ کہ اس سے امریکن کپاس نکل آئے۔ تو کبھی امریکن کپاس پیدا نہیں ہوگی۔ یا اگر تم چھوٹے چھوٹے تخمی آموں کو بو کر یہ دُعا کرنے لگ جاؤ۔ کہ یا اللہ لنگڑے نکل آئیں۔ یا اللہ فجری اور دوسہری نکل آئیں۔ تو کیا تم سمجھتے ہو۔ کہ اس دُعا کے نتیجہ میں تخمی آموں سے لنگڑے اور فجری اور دوسہری نکل آئیں گے۔ یہ دُعا تو اسی وقت کام آئے گی۔ جب تم لنگڑے کا پیوند لگاؤ گے۔ یا امریکن کپاس بوؤ گے۔ یا اعلےٰ قسم کے مُرغے رکھو گے۔ یا عُمدہ قسم کی گندم کا بیج بوؤ گے۔ کیونکہ دُعا عمل کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔ عمل کے بغیر دُعا قبول نہیں ہوتی۔

پس جب خدا تعالےٰ نے تمہیں یہ دُعا سکھا کر کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم یہ کہا تھا۔ کہ تم نوحؑ بننے کی کوشش کرو۔ تم ابراہیمؑ بننے کی کوشش کرو۔ تم موسےٰؑ اور عیسےٰؑ بننے کی کوشش کرو۔ تو اس کے صاف معنے یہ تھے۔ کہ تم اپنے دل میں وُہ بیج لگاؤ۔ جس کے نتیجہ میں نوحؑ کے ثمر پیدا ہوں۔ تم اپنے دل میں وُہ بیج لگاؤ جس کے نتیجہ میں ابراھیمؑ کے ثمر پیدا ہوں تم اپنے دل میں وُہ بیج لگاؤ۔ جس کے نتیجہ میں۔ موسےٰؑ کے ثمر پیدا ہوں تم اپنے دل میں وُہ بیج لگاؤ۔ جس کے نتیجہ میں عیسےٰؑ کے ثمر پیدا ہوں۔ پھر تمہاری دُعا کارآمد ہوگی۔ اور تب تم ان انعامات کو حاصل کر سکو گے جو پہلے لوگوں نے حاصل کئے۔ مگر باقی جگہوں پر تو تم ہمیشہ عقل اور ہوش سے کام لیتے ہو۔ اور اچھا بیج بونے کی کوشش کرتے ہو۔ مگر یہاں یہ کرتے ہو۔ کہ بد دلی کے ساتھ مونہہ سے صرف یہ الفاظ نکال دیتے ہو۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم اور اُسی

اِنعام یافتہ گروہ کے نقش قدم پر

چلنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ گویا بیج تو تم وُہ بوتے ہو۔ جو نہایت ردّی قسم کا ہے اور امید یہ کرتے ہو۔ کہ اس سے اچھا پھل پیدا ہو۔ حالانکہ اچھے پھل کے حصول کے لئے یہ نہایت ضروری ہوتا ہے۔ کہ عُمدہ بیج ہو۔ اور پھر اس بیج کے نشوونما کے لئے جو سامان اللہ تعالےٰ نے پیدا کئے ہوں اُن سے کام لے کر اس بیج کو بڑھایا جائے کیونکہ خدا نے ایک ہی قانون بنایا ہے کہ جو حسین چیز پیدا ہو۔ اُسے اگر ترقی دی جائے۔ تو وُہ بڑھتی چلی جاتی ہے اور اگر اس کی ترقی کے لئے کوئی کوشش نہ کی جائے۔ تو وُہ چیز اپنے معیار پر قائم نہیں رہتی۔ بلکہ گر جاتی ہے۔ مثلاً مَیں یہ نہیں سمجھتا۔ کہ اس زمانہ میں جو اچھی گندم یا اچھی کپاس ہے۔ وُہ گزشتہ ترقی یافتہ گندم اور کپاس سے ضرور بہتر ہے بلکہ میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جس طرح کسی زمانہ میں انسان اچھے ہوتے ہیں۔ مگر پھر بُرے ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح جانوروں اور کھیتوں وغیرہ کا حال ہے۔ کسی وقت قوم میں بیداری ہوتی ہے۔ تو وُہ مثلاً

گھوڑے کی نسل

کو ترقی دینے کی طرف متوجہ ہو جاتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ گھوڑے کی نسل بہت اعلےٰ ہو جاتی ہے۔ مگر پھر جب اس قوم پر جمود طاری ہو جاتا ہے۔ اور وُہ اپنی بیداری کو ترک کر دیتی ہے۔ تو ترقی یافتہ نسل تنزل کی طرف پھر جاتی ہے۔ ہندوستان کے ہی کئی علاقے ایسے ہیں۔ جہاں کے گھوڑے بہت مشہور تھے۔ مگر اب اُن علاقوں کو یہ شہرت حاصل نہیں۔ اسی طرح اور کئی چیزیں ہیں۔ جو پہلے بہت اعلےٰ تھیں۔ پس میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ جو کچھ ترقی دی ہے انگریزوں نے ہی دی ہے۔ بلکہ مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ

ہر ملک نے جب بھی ترقی کی

ہے۔ اس نے اچھے بیج بھی پیدا کئے ہیں۔ اچھے گھوڑے بھی پیدا کئے ہیں۔ اچھے بیل اور اچھے مرغے بھی پیدا کئے ہیں۔ مگر جب ملک کی توجہ ان چیزوں کو ترقی دینے کی طرف نہ رہی تو ان کی عمدگی کا معیار قائم نہ رہا۔ اور پھر پہلی سی خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ بہر حال ترقی پذیر زمانہ کی علامت یہ ہے۔ کہ وُہ اپنے سے سابق معیار کو بڑھا دیتا ہے۔ اور بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ اور جب وُہ اس کام سے غافل ہو جاتا ہے۔ تو پھر تنزل شروع ہو جاتا ہے۔ اور تاریکی کا دَور دُنیا پر غالب آ جاتا ہے :-

یہی حال انسانوں کا ہے۔ انسان ایک زمانہ میں ترقی کرتے۔ اور ترقی کرتے کرتے بڑے بلند مقام پر پہونچ جاتے ہیں۔ مگر جب آئندہ نسل کی حفاظت نہیں کی جاتی۔ تو وُہ بھی گر جاتے ہیں۔ اور وُہ اپنے ساتھ اپنی نسل اور اپنے زمانہ کو بھی لے گرتے ہیں۔ وُہ انسان جو ایسی ترقی سے گرنے والے ہوتے ہیں۔ وُہ

بڑے ہی بدبخت

ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ وُہ اپنے آپ کو بھی تباہ کرتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی تباہ کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ جو ترقی کرنے والے وجود ہوتے ہیں۔ وُہ دُنیا کے لئے عمود اور ستون کے طور پر ہوتے ہیں۔ اور یہ صاف بات ہے۔ کہ جب ستون گرے گا۔ تو چھت بھی گر پڑیگی پس ایسے لوگوں کا گرنا صرف انہی کی ذات سے تعلق رکھنے والا ایک فعل نہیں ہوتا۔ بلکہ دوسروں پر اثر انداز ہونے والا فعل ہوتا ہے۔ اس لئے وُہ خدا کے حضور جواب دہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ خدا ان سے کہے گا۔ کہ تم ایسی حالت میں تھے۔ کہ تم پر اور لوگوں کا بھی انحصار تھا۔ پس تم نے اپنے آپ کو گرا کر باقی دُنیا کو بھی تباہ کر دیا جیسے عربی میں ضرب المثل مشہور ہے۔ کہ موت العالِم موت العالَم یعنی جب کوئی عالِم شخص مر جاتا ہے۔ تو سارا جہان ہی مر جاتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے مرنے سے علم مٹ جاتا ہے۔ روحانیت مٹ جاتی ہے اور اُن فوائد کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے۔ جو لوگوں کو پہنچ رہے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ قرآن کریم نے یہودیوں کے اُن مظالم کو بیان کرتے ہُوئے جو وُہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر کیا کرتے تھے فرمایا ہے کہ دیکھو۔ ہم نے پہلے سے تمہیں خبر دیدی تھی۔ کہ ایک ایسا انسان دُنیا میں پیدا ہونے والا ہے۔ کہ اگر تم اسے مارو گے۔ تو تم سارے جہان کو مارنے والے قرار پاؤ گے۔ کیونکہ تمام دُنیا کی نجات اور بھلائی اس سے وابستہ ہوگی۔ پس فرماتا ہے

محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف

جو تمہاری کوششیں ہیں وُہ ایسی نہیں۔ کہ صرف ایک فرد کے خلاف ہوں۔ بلکہ تم ان کوششوں کے ذریعہ سارے عرب کو مار رہے ہو۔ سارے ایران کو مار رہے ہو۔ سارے عراق کو مار رہے ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سارے ایشیا کو مار رہے ہو۔ سارے افریقہ کو مار رہے ہو۔ سارے یورپ کو مار رہے ہو۔ کیونکہ دنیا کی روحانی زندگی محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے۔ پس تمہاری دشمنی اس سے نہیں بلکہ سارے جہان سے ہے۔

غرض ہر ایک جو ترقی کرتا ہے۔ اس کے ظرف اور اس کی کوشش کے مطابق اس کے متعلقین بھی ترقی کرتے ہیں۔ اور ہر ایک جو گرتا ہے اس کے گرنے سے اس کے متعلقین بھی گرتے ہیں۔ مگر یہ صرف جسمانی طور پر ہے۔ اخروی زندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس طرح نہیں ہوتا۔ کہ ایک شخص کے گرنے سے اس کے آباء اور رشتہ داروں کو بھی نقصان پہونچ جائے۔ مثلاً یہ نہیں ہو گا۔ کہ کوئی شخص بڑا کافر ہو تو اس کی اولاد بھی اگر وہ کافر ہو اسی کے برابر عذاب پائے لیکن

ایک کی ترقی سے دوسروں کو فائدہ

ضرور پہونچے گا۔ اور یہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ کہ اگر ایک انسان خود اچھا ہو۔ تو اس کے ماں باپ، اور دوسرے رشتہ داروں کو بھی اس کا فائدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ جو لوگ اعلےٰ درجہ کے روحانی مقامات رکھنے والے ہوں گے۔ خدا تعالےٰ ان کے ماں باپ اور بیوی بچوں کو بھی اگر وہ مومن ہوں ان کے پاس ہی رکھے گا۔ حالانکہ ان کے عمل تھوڑے ہوں گے۔ اب دیکھو جو شخص اپنی زندگی میں اچھے اعمال بجا لاتا ہے۔ وہ ان اعمال سے صرف اپنے آپ کو ہی روحانی لحاظ سے بلند نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے ماں باپ کو بھی بلند کرتا ہے۔ دنیا میں لوگ کتنی خواہش کرتے ہیں۔ کہ کاش کوئی ایسا ذریعہ ہوتا جس سے ہم اپنے

ماں باپ کی روحانی ترقی

میں حصہ لے سکتے۔ اور کئی ہیں جو پوچھتے رہتے ہیں۔ کہ ہمارے ماں باپ فوت ہو گئے ہیں یا بیوی فوت ہو گئی ہے۔ یا بچے فوت ہو گئے ہیں ان کو ثواب پہونچانے کے لئے ہم کیا طریق اختیار کریں۔ ان کا جی چاہتا ہے کہ وہ دس روپے غریبوں کو دے دیں۔ اور اس کے بدلہ میں ان کے ماں باپ کو جنت کے بلند ترین مقام پر پہونچا دیا جائے۔ ان کا جی چاہتا ہے کہ وہ کپڑوں کا ایک جوڑہ صدقہ دے دیں۔ اور اس کے نتیجہ میں ان کی بیوی یا ان کے بچوں کو

جنت کے اعلیٰ ترین مقامات

میسر آجائیں۔ حالانکہ یہ عارضی راحت پہونچانے والی چیزیں ہیں۔ اور ان کے بدلہ میں اگر اتنا بھی ثواب مل جائے۔ کہ جنت کی خوشبو کسی کو سونگھا دی جائے۔ تو یہی ثواب بہت بڑا ہے مگر جو گر خدا تعالےٰ نے قرآن مجید میں بتایا ہے اس کی طرف لوگ کوئی توجہ نہیں کرتے کتنے ہیں جو کہتے رہتے ہیں۔ کہ ہمارے ماں باپ مر گئے ہیں۔ ان کو کس طرح ثواب پہنچایا جائے۔ کتنے ہیں جو کہتے رہتے ہیں کہ ہمارے بچے فوت ہو گئے ہیں۔ ہم ان کو کس طرح ثواب پہونچائیں۔ کتنے ہیں جو کہتے رہتے ہیں کہ ہماری بیویاں فوت ہو گئی ہیں۔ ہم کیا کریں۔ جس کے نتیجہ میں انہیں جنت کے اعلیٰ مقامات حاصل ہوں۔ میں ان سب سے کہتا ہوں کہ

آؤ میں تمہیں بتاؤں

قرآن کریم میں لکھا ہے تم جنت کے جس درجہ میں ہو گے۔ اسی درجہ میں تمہارے ماں باپ اور بیوی بچوں کو رکھا جائے گا۔ پس اگر تم ماں باپ کو فائدہ پہنچانا چاہتے ہو۔ تو اپنے ماں باپ سے زیادہ نیک بنو متقی بنو۔ اور اللہ تعالےٰ کے قرب کی راہوں میں غیر معمولی طور پر بڑھنے کی کوشش کرو۔ پھر جنت کے جس اعلےٰ مقام کو تم پا لو گے۔ اللہ تعالےٰ تمہارے ماں باپ اور تمہارے بیوی بچوں کو اسی جگہ لا کر رکھ دے گا۔ مگر

جو گر خدا نے بتایا ہے

اس کی طرف تو لوگ توجہ نہیں کرتے۔ اور چاہتے ہیں کہ معمولی سی قربانی کے نتیجہ میں ان کے متعلقین کو جنت میں بہت بلند مقام حاصل ہو جائیں۔ حالانکہ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی مکھی مار کر دُنیا کی فتح کا دعوےٰ کرے۔ بے شک یہ بھی ایک اچھی چیز ہے اور مکھی جسم پر جب بیٹھتی ہے۔ اور اس سے جو ناگواری پیدا ہوتی ہے۔ وہ اس کے نتیجہ میں دُور ہو سکتی ہے۔ مگر چند مکھیاں مارنے سے دنیا میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اور نہ چند مکھیاں مار کر دُنیا کو فتح کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح

صدقہ وخیرات سے

مردہ ماں باپ کو فائدہ پہنچایا جا سکتا ہے۔ صدقہ و خیرات سے مردہ بیوی کو فائدہ پہونچایا جا سکتا ہے۔ صدقہ وخیرات سے مردہ خاوند کو فائدہ پہونچایا جا سکتا ہے۔ صدقہ وخیرات سے مردہ اولاد کو فائدہ پہونچایا جا سکتا ہے۔ مگر جو چیز مرنے والے کو

جنت کے بلند مقامات

تک پہنچا سکتی ہے۔ وہ یہی ہے کہ اولاد اپنے آپ کو اللہ تعالےٰ کا زیادہ مقرب بنائے تاکہ جس مقام پر اسے رکھا جائے۔ اسی مقام پر اس کے ماں باپ کو بھی لا کر رکھ دیا جائے۔ اسی طرح بیوی اپنے آپ کو زیادہ نیک بنائے۔ تاکہ جس مقام پر اسے رکھا جائے اسی مقام پر اس کے خاوند کو بھی لا کر رکھ دیا جائے۔ خاوند اپنے آپ کو زیادہ نیک بنائے۔ تاکہ جس اعلیٰ مقام پر وہ پہونچے اسی مقام پر اس کی بیوی کو بھی خدا تعالےٰ لا کر رکھ دے۔ اگر اس رنگ میں ترقی کی جائے۔ اور اللہ تعالےٰ کے قرب کو حاصل کیا جائے۔ تو جو اعلیٰ مقام کسی انسان کو حاصل ہو گا۔ اسی مقام پر اس کے والدین اور بیوی بچوں اور دوسرے رشتہ داروں کو بھی خدا تعالےٰ پہونچا دے گا۔ بشرطیکہ ان میں ایمان ہو۔ اور انہوں نے اللہ تعالےٰ کی رضا کو حاصل کیا ہوا ہو۔

یہ گر ہے جو خدا تعالےٰ نے مردہ ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں کو فائدہ پہنچانے کے لئے قرآن کریم میں بیان کیا ہوا ہے۔ جب تک کوئی اس کی طرف توجہ نہیں کرتا۔ اس وقت تک اس کا دوسرے طریقوں سے کام لینا ایسا ہی ہوتا ہے جیسے قید خانہ میں کسی قیدی کو ان دنوں میں جبکہ گورنمنٹ کی طرف سے اجازت ہوتی ہے تھوڑی سی مٹھائی پہونچا دی جائے۔ اس مٹھائی کے کھانے سے اسے وقتی طور پر تو راحت حاصل ہو جائے گی۔ مگر پوری راحت حاصل نہیں ہو گی۔ پوری راحت اسے اسی وقت میسر آئے گی۔ جب وہ قید سے آزاد ہو جائے گا۔ اسی طرح صدقہ وخیرات سے مرنے والے کو جو فائدہ پہنچتا ہے وہ عارضی ہوتا ہے۔ مستقل فائدہ اسی وقت حاصل ہوتا ہے جب وہ قریبی رشتہ دار جن سے وہ وابستہ ہوتا ہے اللہ تعالےٰ کے قرب میں اس سے زیادہ ترقی کر جائیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی شخص اس طرح میرے قرب کو حاصل کرے۔ تو بشرطیکہ اس کے ماں باپ اور دوسرے رشتہ دار مومن ہوں ان کو بھی جنت میں ترقی دیدی جائے گی۔ اور ان کو اسی مقام پر رکھا جائے گا جس مقام پر وہ ہے

روحانی ترقیات کے حصول کے متعلق

ہمیں قرآن کریم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دو دَور ہوتے ہیں۔ ایک انفرادی ترقی کا دَور ہوتا ہے۔ اور ایک دَور وہ ہوتا ہے جب بندے کے ارادہ سے خدا تعالےٰ کا ارادہ مل جاتا ہے۔ جب انسان کی جد وجہد منفرد حیثیت رکھتی ہے۔ اور انفرادی ترقی کا دَور ہوتا ہے۔ اس وقت اگر کوئی شخص کوشش کرتا ہے۔ تو وہ اپنی کوشش کے مطابق ترقی تو کر لیتا ہے۔ اور اس کی کوششوں کا پھل بھی اسے مل جاتا ہے۔ مگر اس وقت اس کی کوششیں ایسی ہوتی ہیں۔ جیسے دریا کے بہاؤ کے خلاف کوئی تیرنے کی کوشش کرے۔ تم سمجھ سکتے ہو۔ کہ جب کوئی شخص دریا کے بہاؤ کے خلاف تیرنے کی کوشش کرے گا۔ اور ادھر جانا چاہے گا جدھر سے پانی آرہا ہو گا۔ تو اسے کتنی مشکل درپیش آئے گی۔ اسی طرح انفرادی ترقی سخت محنت چاہتی ہے۔ اور اس کے نتیجہ میں جو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ وہ بہت معمولی ہوتا ہے۔ لیکن ایک دور وہ ہوتا ہے جب خدا یہ فیصلہ کر دیتا ہے کہ وہ دنیا کو بڑھائے۔ اور اسے ترقی دے اسوقت جو شخص روحانی دریا میں تیرتا ہے۔ اس کے تیرنے اور اس شخص کے تیرنے میں جو بہاؤ کے خلاف تیرتا ہے کوئی نسبت ہی نہیں ہوتی۔ جب کوئی شخص دریا کے بہاؤ کے خلاف تیرے گا۔ تو خواہ وہ کتنا بڑا تیراک ہو گھنٹہ بھر میں سو دو سو گز سے زیادہ تیر نہیں سکے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص بہاؤ کے رُخ پر تیرے تو وہ گھنٹہ بھر میں دو تین میل نکل جائیگا۔ اسی طرح جب

بندے کے ارادے سے خدا تعالیٰ کا ارادہ

مل جاتا ہے۔ اس وقت اس کی ترقی کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں۔ اور انسان کی معمولی کوشش کے نتائج بھی بہت شاندار نکلتے ہیں۔ گویا اس دَور سے فائدہ اٹھانے والوں کی مثال ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے کوئی ریل میں سفر کر رہا ہو اور

دوسرے دَور والوں کی مثال

ایسی ہی ہوتی ہے۔ جیسے کسی نے بوجھ اٹھایا ہوا ہو۔ اور پیدل سفر کر رہا ہو۔ پھر جس شخص کے لئے خدا تعالےٰ نے ریل میں سفر کرنے کے سامان مہیا کر دیے ہوں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وُہ اگر اس میں سفر کرنے سے کوتاہی کرے تو اس سے زیادہ بدبخت اور کون ہو سکتا ہے ؛؛

یہ دَور جس میں بندوں کا ارادہ خدا تعالےٰ کے ارادہ کے ساتھ مل جاتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ خود چاہتا ہے۔ کہ دُنیا کو ترقی عطا کرے۔

انبیاء علیہم السلام کا دَور

ہوتا ہے۔ جب خدا تعالےٰ کے انبیاء آتے ہیں۔ اُس وقت خدا تعالےٰ یہ فیصلہ کرتا ہے۔ کہ وُہ دُنیا کو بڑھائے گا۔ اور رُوحانیت میں ترقی عطا کرے گا پس ایسے وقت میں تھوڑی سی جدوجہد اور تھوڑی سی کوشش بھی انسان کو کہیں کا کہیں پہونچا دیتی ہے۔ اور ذراسی محنت کے نتیجہ میں بڑے بڑے شاندار نتائج پَیدا ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو۔ آج سے پچاس ساٹھ سال پہلے بعض صُوفیاء کہلانے والے

بڑے بڑے مجاہدات

کیا کرتے تھے۔ راتوں کو جاگتے۔ دنوں کو عبادتیں کرتے۔ اور بڑی بڑی چلّہ کشیاں کرتے۔ مگر ان تمام ریاضتوں تمام عبادتوں اور تمام کوششوں کے باوجود وُہ خالی ہاتھ رہتے۔ اور خدا تعالےٰ کے الہام سے مشرف نہیں ہوتے تھے۔ مگر اب یہ حالت ہے۔ کہ اگر کوئی احمدی دو نفل بھی زیادہ پڑھ لے۔ تو اس پر الہام نازل ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا فرق ہے۔ جو دکھائی دیتا ہے ایکطرف تو وُہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی عُمریں عبادت اور مجاہدات میں صرف کر دیں۔ مگر وُہ الہام سے محروم رہے اور دُوسری طرف احمدی ہیں۔ کہ وُہ چند نفل پڑھ کر ہی

الہام سے مشرف

ہو جاتے ہیں۔ یہ امتیاز اور تفاوت اسی وجہ سے ہے۔ کہ اس وقت خدا بھی دُنیا کو اپنی طرف لانا چاہتا ہے۔ اور اس کا منشاء ہے۔ کہ دُنیا میں روحانی حکومت قائم کی جائے۔ پس پہلا زمانہ کے لوگوں کی مثال ایسی تھی۔ جیسے کوئی بوجھ اٹھا کر آسمان کی طرف چڑھنا چاہے۔ اور یہ وُہ زمانہ ہے جس میں خدا نے خود آسمان سے رسّی پھینکی ہے۔ اور اس نے لوگوں سے کہہ دیا ہے۔ کہ بس رسّی پکڑ لو۔ میں فوراً انہیں آسمان پر کھینچ لوں گا۔ پس اب بندے کا کام صرف اس رسّی کو ہاتھ ڈالنا ہے۔ باقی تمام کام خدا تعالےٰ نے خود اپنے ذمہ لیا ہُوا ہے ؛؛

انبیاء علیہم السلام کا زمانہ خاص برکات کا زمانہ ہوتا ہے۔ اور جو قومیں اس زمانہ میں کوتاہی سے کام لیتی ہیں۔ وُہ خطرناک الزام کی مورد بن جاتی ہیں ؛؛

ہمارا یہ زمانہ بھی وُہی ہے۔ جبکہ رُوحانی ترقی کی طرف قدم اٹھانے والا ہوا کی طرف تیرنے والے کا حکم رکھتا ہے کیونکہ اس وقت خدا تعالےٰ کا منشاء ہے۔ کہ خاص طور پر

رُوحانی حکومت قائم کی جائے

اسی روحانی حکومت کے قیام کے لئے خدا تعالےٰ نے اپنا مامُور بھیجا ہے۔ اتنے لمبے انتظار کے بعد کہ دُنیا اس کا انتظار کرتے کرتے تھک گئی تھی۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد لوگوں نے انتظار کرنا شروع کیا۔ کہ اب مسیح آتا ہے۔ اب مسیح آتا ہے۔ جب بھی ان پر کوئی بلا آتی۔ انہوں نے سمجھا۔ کہ اس کو دُور کرنے کے لئے مہدی اور مسیح آئے گا۔ جب بھی وُہ کسی مصیبت میں پھنسے۔ ان کی نظریں اس امید کے ساتھ آسمان کی طرف اُٹھیں کہ شاید ہمیں اس مصیبت سے نکالنے کے لئے مسیح آجائے۔ لیکن خدا نے اس نعمت کو تمہارے زمانہ کے لئے مقدر کیا ہُوا تھا۔ پس

کتنا عظیم الشان فضل ہے

کہ بغیر اس کے کہ ہماری طرف سے کوئی کوشش ہو۔ بغیر اس کے کہ ہمارا کوئی استحقاق ہو۔ اللہ تعالےٰ نے اس نعمت کو ہم میں نازل کیا جس طرح تمام دُنیا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد کی منتظر تھی۔ مگر اس شدید انتظار کے بعد عرب کے لوگوں کو یہ نعمت عطا کی گئی اور یہودی اس حسد کی وجہ سے جل اُٹھے کہ یہ نعمت انہیں کیوں ملی۔ ہمیں کیوں نہیں ملی۔ حالانکہ یہ خدا کی دین تھی۔ اور وُہ جسے چاہتا ہے۔ دیتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کے فضل نے ہم میں وُہ شخص بھیجا جس کے زمانہ کا انبیاء تک شوق سے انتظار کرتے چلے آئے تھے۔ دُوسروں کا کیا کہنا ہے۔

خود رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

کے شوق کو دیکھو۔ آپ فرماتے ہیں۔ اگر تمہیں مہدی کے مبعوث ہونے کی خبر ملے۔ تو اس کے پاس اگر تمہیں گھٹنوں کے بل چل کر بھی جانا پڑے۔ تو جاؤ۔ اور اس کی بیعت کرو۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اگر تمہیں مسیح مل جائے۔ تو میرا بھی اس سے سلام کہنا۔ اس خادم کی کیا شان ہے جس کو سلام کہنے کا آقا اتنا مشتاق ہے۔ کہ وُہ لوگوں سے کہتا ہے۔ میرا سلام یاد رکھنا اور اسے بھُول نہ جانا۔ پھر سوچو۔ جس شخص کو سلام کہنے کا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر اشتیاق تھا۔ اس کی امت کے دلوں میں اس کے متعلق کتنا بڑا اشتیاق پیدا ہونا چاہیے تھا۔ اور اس نعمت کے ملنے پر انہیں کتنا خوش ہونا چاہیئے تھا ؛؛

مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ کوئی شخص باہر سے آیا۔ غالباً وُہ گجرات کے ضلع کا رہنے والا تھا۔ یا کسی اور ضلع کا مجھے اچھی طرح یاد نہیں بہرحال وُہ آیا۔ اور اُس نے بڑے شوق سے آگے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو السلام علیکم کہا اور آپ سے مصافحہ کیا تھوڑی دیر کے بعد اس نے پھر اپنے ہاتھ آگے بڑھائے۔ اور کہا السلام علیکم۔ لوگوں کو حیرت ہوئی۔ کہ یہ کیسا عجیب انسان ہے۔ اس نے جب پہلی دفعہ السلام علیکم کہہ دیا تھا۔ تو اب دوبارہ اسے سلام کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اس پر حیران سے ہوئے اور آپ نے اس سے پوچھا۔ کہ جب آپ ایک دفعہ السلام علیکم کہہ چکے تھے۔ تو اب دوبارہ آپ نے کیوں سلام کیا ہے۔ وُہ کہنے لگا۔ حضُور پہلا سلام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے تھا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا تھا۔ کہ جب تم مسیح سے ملو۔ تو اسے میرا سلام کہہ دینا۔ پس میں نے پہلی دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا سلام آپ کو پہونچایا۔ اور دوسری مرتبہ میں نے اپنی طرف سے آپ کو السلام علیکم کہا ہے۔ میں نہیں جانتا۔ کہ اس شخص کا کیا نام تھا۔ میں اس وقت بچہ تھا۔ جب یہ واقعہ ہُوا۔ مگر میں جانتا ہوں۔ کہ اس سادہ سے فعل سے اس نے اپنے لئے

بہت بڑی برکتیں جمع کرلیں

کیونکہ بعض دفعہ چھوٹی سی بات بڑے بڑے ثواب کا موجب بن جاتی ہے۔ اور بعض دفعہ چھوٹی سی بات بڑے بڑے عذاب کا موجب بن جاتی ہے۔ کیا چھوٹی سی بات تھی جو ایک مدینہ کے نوجوان کے مونہہ سے نکلی۔ کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ مگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غنیمت کے اموال مکّہ والوں میں تقسیم کر دیئے۔ قوم میں جاہل بھی ہوتے ہیں۔ دینی تعلیم سے ناواقف بھی ہوتے ہیں۔ جلد باز بھی ہوتے ہیں۔ مگر بعض مواقع اس قسم کے فضلوں کے نزول کے ہوتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ چاہتا ہے۔ قوم کا ہر فرد اچھی بات کرے۔ فتح مکّہ کا وقت بھی ایسا ہی تھا۔ جب قوم کا ہر فرد خدا تعالےٰ کے حضُور گرا ہُوا ہونا چاہیئے تھا اور دُنیا کے مال کا خیال اس وقت کسی ایک فرد کے دماغ میں بھی نہیں آنا چاہیئے تھا۔ رسُول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب یہ بات پہونچی۔ تو آپ نے انصار کو بلایا۔ اور فرمایا۔ اے انصار مجھے یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ تم میں سے بعض نے یہ کہا ہے۔ کہ خون تو ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے۔ مگر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اموال اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دیئے۔ انصار کو جو عشق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا۔ اس کا اندازہ دُوسرے لوگ نہیں لگا سکتے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مونہہ سے یہ فقرہ سُننا تھا۔ کہ بعض روایتوں میں آتا ہے۔ وُہ ہچکیاں مار مار کر رونے لگ گئے۔ اور انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ ہم میں سے

ایک نادان نوجوان

کے مونہہ سے یہ فقرہ نکلا ہے۔ آپ نے فرمایا اے انصار اگر ایک نوجوان کے مونہہ سے نکلا مگر نکل تو گیا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اے انصار تم کہہ سکتے ہو۔ کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی قوم نے اپنے گھر سے نکال دیا تب ہم نے اسے پناہ دی۔ اور جب اُس کی قوم کے لوگ اسے قتل کرنے کے لئے آئے۔ تو ہم نے اپنی جانیں دے کر اسکی حفاظت کی۔ اور اپنی ہر چیز اس کے راستہ میں قربان کر دی۔ پھر ہماری مدد سے ہی اس نے ایک لشکر تیار کیا۔ جس نے مکہ کو فتح کیا۔ مگر جب

مکہ فتح ہو گیا

تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اموال غنیمت تو اپنے رشتہ داروں کو بانٹ دیئے۔ اور ہمیں کچھ نہ دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انصار نے پھر روتے ہوئے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم یہ نہیں کہتے۔ ہم میں سے ایک نادان نوجوان نے یہ الفاظ کہے ہیں۔ آپ نے فرمایا اے انصار اس بات کا ایک دوسرا پہلو بھی تھا۔ اور تم اگر چاہو تو یہ بھی کہہ سکتے تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ایک رسول آیا جسے قبول کرنے کی خدا نے ہمیں توفیق عطا فرمائی۔ پھر اس نے ہمیں اس بات کی بھی توفیق بخشی۔ کہ ہم نے اس کی مدد اور نصرت کی۔ یہاں تک کہ خدا نے اپنے دین کو غالب کیا۔ اور وہ مکہ جو مخالفت کا گڑھ تھا فتح ہو گیا۔ جب مکہ فتح ہوا تو مکہ کے لوگوں کے دلوں میں خیال آیا کہ شائد ان کی کھوئی ہوئی نعمت پھر انہیں واپس مل جائے گی۔ اور وہ رسول جس کو انہوں نے رد کر دیا تھا۔ پھر ان کے شہر میں واپس آ جائے گا۔ مگر ہوا یہ کہ مکہ کے لوگ تو اونٹ ہانک کر اپنے گھروں میں لے گئے۔ اور مدینہ کے لوگ خدا کے رسول کو اپنے ساتھ لے گئے۔ پھر آپ نے فرمایا اے انصار بے شک تم میں سے کسی ایک نوجوان نے یہ بات کہی ہے مگر اس کے نتیجہ میں اب یہی مقدر ہے۔ کہ دنیا میں تم کو کوئی نعمت نہیں ملے گی۔ تم اپنا حصہ اب مجھ سے حوض کوثر پر ہی آکر لینا۔ چنانچہ آج تک

انصار میں سے کسی کو حکومت

نہیں ملی۔ تو وقت وقت کی بات ہوتی ہے بعض دفعہ ایک چھوٹی سی خدمت انسان کو بہت بلند مدارج تک پہونچا دیتی ہے۔ اور بعض دفعہ ایک چھوٹی سی بات انسان کو تحت الثریٰ میں گرا دیتی ہے۔ پس ایسے وقت میں جب خدا دنیا کی اصلاح کے لئے کسی نبی کو بھیجتا ہے۔ ترقی کے دروازے بہت کھلے ہوتے ہیں۔ اور جو لوگ تھوڑی سی خدمت بھی کرتے ہیں۔ ان کی خدمت کو وہ خوب بڑھاتا۔ اور انہیں مدارج پر مدارج عطا کرتا ہے۔ مگر ساتھ ہی سزا کے دروازے بھی بہت کھلے ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت جو شخص سستی کرتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے ارادہ کے رستہ میں روک بنتا ہے۔ اور وہ اس کچی دیوار کے مشابہ ہوتا ہے۔ جو دریا کے بہاؤ کے مونہہ پر بنائی جائے۔ تم جانتے ہو کہ دریا کے مقابلہ میں اس کا کیا حال ہو گا۔ اس کا تو کیچڑ بھی نظر نہیں آئے گا۔ اور کوئی چیز اسے برباد ہونے سے بچا نہیں سکے گی۔ پس ایسے زمانہ میں جہاں

اللہ تعالےٰ کے انعامات

کے دروازے کھلے ہوتے ہیں۔ وہاں اگر کوئی ایسے کام کرتا ہے۔ جن سے ترقی میں روک واقع ہوتی ہے۔ تو وہ خدا تعالےٰ کی گرفت میں آ جاتا ہے۔

اس وقت بھی

خدا تعالےٰ کا ایک خاص ارادہ

ظاہر ہوا ہے۔ اور اس نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ احمدیت کے ذریعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکومت کو پھر دنیا میں قائم کرے۔ پس آج اسلام کے مٹے ہوئے نقشوں کو پھر تازہ کرنے کا خدا تعالےٰ نے تہیہ کر لیا ہے۔ پھر اس کی گری ہوئی دیواروں کو فرشتے نئے سرے سے کھڑا کر رہے ہیں۔ چنانچہ یا تو یہ حالت تھی کہ دشمن کا ہر حملہ جو اسلام کی دیواروں پر ہوتا تھا کامیاب ہوتا نظر آتا تھا۔ اور خیال کیا جاتا تھا کہ اگر وہ ایک طرف سے دھکا دے گا۔ تو دیوار کی دوسری طرف کو بھی نقصان پہونچ جائے گا۔ اور یا یہ حالت ہے کہ اب اسلام کی دیواریں پھر مضبوط ہو رہی ہیں۔ اور پھر اس میں ایسی طاقت پیدا ہو گئی ہے۔ کہ دنیا کے سر اس سے ٹکرا ٹکرا کر ٹوٹ جائیں گے۔ مگر اسکو نقصان نہیں پہونچا سکیں گے۔

بے شک اس وقت اسکی نشوونما ایک کونپل کی طرح ہے۔ مگر وہ چٹان بھی جس کو توڑنے کے لئے انجن لگا دیئے جائیں خطرہ میں ہوتی ہے۔ اور وہ کونپل جس کی حفاظت کے لئے خدا تعالےٰ کے فرشتے پہرہ دے رہے ہوں خطرہ میں نہیں ہوتی۔ پس بے شک اسلام اس وقت ایک کونپل کی شکل میں ہے۔ اور دشمن کی طاقت چٹانوں کی طرح مضبوط ہے۔ مگر ان چٹانوں کو فرشتے توڑ رہے ہیں۔ اور اس کونپل کی وہ ننگی تلواروں سے حفاظت کر رہے ہیں۔ پس اب اسلام روز بروز بڑھتا چلا جائیگا۔ اور کیا عیسائیت اور کیا یہودیت اور کیا ہندومت اور کیا بدھ مت سب اس سے ٹکرا ٹکرا کر پاش پاش ہو جائینگے۔ اور روحانی طور پر پھر اس کے نفوذ کو دنیا کے کناروں تک پہونچایا جائیگا۔ اور پھر تمام ادیان پر یہ دین غالب آئے گا۔ اور

پہلے سے زیادہ شان اور زیادہ عظمت

کے ساتھ غالب آئے گا۔ کیونکہ یہی وہ زمانہ ہے۔ جس کی نسبت قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ یعنی خدا نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اس لئے مبعوث کیا ہے۔ تا اس کے لائے ہوئے دین کو تمام دنیا کے مذاہب پر غالب کرے۔ اور دلائل و براہین کے رو سے اسلام کی برتری اور فوقیت تمام مذاہب پر ثابت کر دے۔ اب دیکھو اس آیت میں بھی کیا ہی لطیف طور پر اس امر کی طرف اشارہ کیا گیا تھا کہ یہ غلبہ اس زمانہ میں ہو گا۔ جب مسلمانوں کے ہاتھ میں صرف تبلیغ کا ہتھیار ہو گا۔ تلوار نہیں ہو گی۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسلمانوں کی ظاہری فتوحات مذہبی فتوحات سے پہلے ہوا کرتی تھیں۔ مکہ کو مسلمانوں نے پہلے فتح کیا۔ اور بعد میں مکہ کے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ نجد کو پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح کیا۔ مگر نجد کے رہنے والے بعد میں مسلمان ہوئے اسی طرح شام کو مسلمانوں نے پہلے فتح کیا۔ اور شام کے رہنے والے بعد میں مسلمان ہوئے۔ عراق کو مسلمانوں نے پہلے فتح کیا۔ اور عراق کے رہنے والے بعد میں مسلمان ہوئے مگر اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں یہ وعدہ کیا تھا کہ اسلام کی یہ فتح دینوں پر ہو گی۔ اور دینوں پر فتح تبلیغ سے ہی ہوتی ہے۔ تلوار سے نہیں ہوتی پس اس آیت میں ایسے ہی زمانہ کا ذکر تھا۔ جس میں تبلیغ سے کام لیا جانے والا تھا۔ اور وہ زمانہ یہی ہے۔ جس میں سے ہم اسوقت گذر رہے ہیں۔ میں نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں اس پیشگوئی کے پورا کرنے میں مدد دینے کے لئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جو خدائی وعدہ ہے۔ کہ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہونچاؤں گا" (تذکرہ صفحہ ۳۰۵) اس کو پورا کرنے کے لئے

تحریک جدید کا اجراء

آج سے سات سال پہلے کیا۔ اور میں نے اپنی طرف سے بغیر کسی نفس کی ملونی کے وہ تمام باتیں جن کو میں قرآن کریم احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں اسلام کے لئے مفید اور ممد سمجھتا تھا۔ چن کر جماعت کے سامنے پیش کر دیں۔ اب یہ اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ کہ وہ اس تحریک کو پہلے تمہارے اندر اور پھر باقی تمام دنیا میں کامیاب کرے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ یہ راستہ کٹھن ہے۔ اور اس پر چلنا ہمت طلب کام ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ بعض دوستوں نے پہلے جوش کا اظہار کیا۔ مگر بعد میں اپنے

جوش اور قربانی کی روح

کو انہوں نے قائم نہیں رکھا۔ گویا ایسے بھی ہیں۔ جو صداقت اور راستی سے اس راستہ پر چلتے چلے جاتے ہیں۔ جس کو انہوں نے اختیار کیا۔ مگر بعض ایسے بھی ہیں۔ جن سے اس راستہ میں کوتاہیاں سرزد ہوئیں۔ مگر بہرحال ہمارا فرض یہی ہے۔ کہ جس کام کی ذمہ داری خدا نے ہم پر ڈالی ہے۔ ہم اسے کئے جائیں۔ اور راستہ کی مشکلات اور صعوبتوں سے نہ گھبرائیں سپاہی کا کام یہ نہیں ہوتا۔ کہ وہ فتح پا کر لوٹے۔ فتح خدا کے اختیار میں ہوتی ہے۔

سپاہی کا کام

لڑنا ہوتا ہے۔ چاہے لڑائی میں اسے فتح حاصل ہو یا لڑتا لڑتا مارا جائے۔ پس فتح میرے اختیار میں نہیں۔ جس چیز کی میرے خدا نے مجھے مقدرت دی ہے۔ وہ یہ ہے کہ میں اس کے فضل سے اس لڑائی کو جاری رکھوں۔ یہاں تک کہ موت آ جائے۔ یا اس لڑائی کے نتیجہ میں فتح حاصل ہو جائے۔ عواقب کا مجھے خیال نہیں نتیجہ کی مجھے پروا نہیں۔ یہ خدا کی چیز ہے۔ اور اس کا ذمہ دار وہ آپ ہے۔ مجھے صرف اس امر کا خیال ہے۔ کہ میں اور دوسرے وہ لوگ جنہوں نے اس لڑائی میں حصہ لیا ہے۔ ایسی دیانتداری کے ساتھ اپنے فرض کو ادا کریں۔ کہ ہم خدا سے یہ کہہ سکیں۔ کہ اے خدا ہم تیرے جلال کے اظہار اور تیرے دین کے غلبہ کے لئے اپنی ہر ممکن کوشش صرف کرتے رہے ہیں۔ اب ہماری کوششوں کا انجام تیرے ہاتھ میں ہے۔ تو اپنے فضل سے ہمارے غلبہ کے سامان پیدا فرما دے ؛

میرا یہ مطلب نہیں کہ ممکن ہے ہمیں کبھی شکست ہو جائے۔ یہ قطعی طور پر ناممکن ہے

مگر پھر بھی مَیں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے دل کے کسی گوشہ میں بھی یہ خیال نہیں آنا چاہیئے کہ ہم فتح حاصل کرنے کے لئے لڑ رہے ہیں۔

ہم صرف اس لئے لڑ رہے ہیں

کہ اپنا حق ادا کر دیں۔ اور اس عہد کو پورا کر دیں۔ جو ہم نے اپنے خدا سے کیا ہے۔ باقی اسکے نتائج اگر ہماری زندگی میں نکل آئے تو ہم اپنی آنکھوں سے انہیں دیکھ لیں گے۔ اور اگر زندگی میں نہ نکلے تو ہماری موت کے بعد خدا کا منشاء پورا ہو جائے گا۔ اور مجاہد ہونے کا جو ثواب ہمیں خدا نے عطا کرنا ہے وہ اسکی بارگاہ سے ہمیں آخرت میں مل جائیگا۔ بہرحال آج اس تحریک کے

مالی مطالبات کا آٹھواں سال

شروع ہوتا ہے۔ اور میں اس خطبہ کے ذریعہ اس کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں۔ سات سال تحریک جدید پر گذر چکے ہیں۔ اور اب آٹھواں سال شروع ہوتا ہے۔ مَیں نے اس تحریک کا دس سال کے لئے اعلان کیا تھا۔ جس میں سے سات سال گذر چکے ہیں۔ گویا دو تہائی سے زیادہ عرصہ گذر گیا ہے۔ اور اب ایک تہائی سے بھی کم وقت باقی رہ گیا ہے۔ پس اب اس حصۂ عمل کی منزل خداتعالیٰ کے فضل سے قریب آگئی ہے۔ گو مومن کا عمل دنیا میں کبھی ختم نہیں ہوتا۔ وہ لوگ جو اپنے آگے نکل جانیوالے بھائیوں سے سات سال پیچھے رہ گئے ہیں۔ اگر ان کے دلوں میں ایمان پایا جاتا ہے تو آج وہ کس حسرت سے یہ دیکھ رہے ہونگے کہ

قافلہ سات سال آگے نکل گیا

اور ہم پیچھے رہ گئے۔ آج انہیں خیال آتا ہوگا کہ ان سات سالہ قربانیوں کے نتیجہ میں یہ لوگ مرے تو نہیں۔ یہ لوگ تباہ اور برباد تو نہیں ہوئے۔ دنیوی لحاظ سے بھی ان کے گذارہ میں کوئی خاص مشکلات پیدا نہیں ہوئیں۔ پس آج ان کے دلوں میں کسقدر حسرت پیدا ہو رہی ہوگی۔ کہ ہم قافلہ میں شامل نہ ہوئے۔ اور وہ سات سال آگے نکل گیا۔ مگر وہ لوگ جو اس تحریک میں شامل ہوئے۔ آج خوش ہیں کیونکہ ان کی منزل ان کے قریب تر ہو گئی ہے۔ لیکن ان لوگوں کی اس حسرت کا علاج میرے پاس کوئی نہیں۔ ہاں ان لوگوں پر بہت بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ جو ابتداء سے اس تحریک میں شامل رہے ہیں کیونکہ اگر وہ اپنی غفلت اور کوتاہی سے سرے پر پہنچکر گر جائیں گے۔ تو یہ

بہت بڑے افسوس کا مقام

ہوگا۔ کسی شاعر نے کہا ہے ؎

219

قسمت میری دیکھیئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

پس بیشک ان لوگوں کو بھی بڑی حسرت ہوگی جو اس سفر میں شریک نہیں ہوئے۔ اور پیچھے رہ گئے ہیں۔ وہ آج اپنے اردگرد نظر ڈالتے ہونگے۔ تو خیال کرتے ہوں گے۔ کہ اس تحریک میں شامل ہونا کونسی بڑی بات تھی مگر اس سے بھی زیادہ حسرت اس شخص کو ہوتی ہے جو لب بام پہنچکر گر جائے۔ وہ تو یہ خیال کر رہا ہو۔ کہ اب میں صرف ہاتھ اوپر کرونگا تو چھت پر پہنچ جاؤنگا۔ مگر عین اسوقت رسّی ٹوٹے اور وہ نیچے گر جائے اور پھر ناکامی کا منہ دیکھنے لگ جائے۔ اُس پیاسے کو بھی بڑی تکلیف ہوتی ہے۔ جسے پانی نہ ملے۔ مگر اس شخص کو تو بہت ہی تکلیف ہوتی ہے جو پانی پینے کے لئے آبخورا اپنے منہ سے لگالے۔ اور اچانک کوئی دوسرا اُس سے آبخورا چھین کرلے جائے۔ پس وہ لوگ جنہوں نے اس میدان میں اپنا قدم بڑھایا ہوا ہے اور جو گذشتہ سات سال سے قربانی کرتے چلے آرہے ہیں۔ مَیں انکو بتاتا ہوں کہ اُن کے لئے یہ

بہت نازک ایام

ہیں۔ اب ایک لمبے عرصہ کا بھیانک خیال کہ ہمیں دس سال مسلسل قربانی کرنی پڑے گی۔ ان کے دلوں سے جاتا رہا ہے۔ اور اب وہ زمانہ آگیا ہے۔ جس کے متعلق اُنکے ذہن میں یہی آسکتا ہے کہ اب اکثر حصہ گذر چکا ہے۔ اور منزل قریب آگئی ہے۔ آج اس منزل میں تین سال کا عرصہ باقی رہتا ہے۔ پھر جن کو خداتعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اور زندگی دی۔ انہیں ایک سال گذرنے کے بعد دو سال باقی نظر آئینگے اور جنہوں نے دو سال گذار لئے۔ انہیں صرف ایک سال جو آخری سال ہوگا دکھائی دیگا۔ اور پھر اُس ایک سال کے بعد وہ دن آئیگا جب تمام سال گذر چکے ہونگے۔ تب اُن کا دل خوشیوں سے معمور ہوگا۔ اور وہ اس بات پر خداتعالیٰ کا شکر بجالائیں گے کہ اُس نے اپنے فضل سے انہیں اس

لمبی قربانی میں شمولیت کی توفیق

عطا فرمائی۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے دس سال پہلے اس تحریک میں شمولیت کے لئے قدم نہیں اٹھایا ہوگا۔ ان کے دل حسرت واندوہ سے بھر جائیں گے۔ اس تحریک کے

پہلے تین سالوں میں

جماعت نے بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اس کے بعد جب اسے دس سال میں پھیلایا گیا۔ تو مَیں نے اس قدر زور نہ دیا۔ اور نہ جماعت نے اس تیز گامی کو قائم رکھا جو پہلے سالوں میں تھی۔ مَیں نے یہ سمجھا کہ تحریک میں قبض وبسط کا زمانہ ہوتا ہے۔ ان درمیانی چار سالوں کو قبض کا زمانہ ہی سمجھ لو۔ چنانچہ مَیں نے ایسے قانون بنا دیئے جن کے نتیجہ میں ہر سال

چندہ میں معمولی زیادتی

کرکے بھی انسان سابقون میں شامل ہو سکتا ہے۔ مثلاً مَیں نے کہا کہ اگر کسی نے پہلے سال پانچ روپے دیئے ہوں تو دُوسرے سال وہ پانچ روپے ایک پیسہ۔ تیسرے سال پانچ روپے دو پیسے۔ اور چوتھے سال پانچ روپے تین پیسے دے سکتا ہے۔ اور میں نے چندہ میں خاص طور پر زیادتی کرنے کے متعلق زور نہ دیا۔ لیکن اب جبکہ ⅔ حصہ سے زیادہ گذر چکا ہے۔ مَیں

آٹھویں سال کی تحریک کا اعلان

کرنے کے ساتھ پھر جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ اب ان تین سالوں میں وہ پھر سابقون کی سی تیز گامی اختیار کریں۔ اب منزل قریب آرہی ہے۔ اور قربانی کے ان بابرکت ایام کا دوبارہ میسر آنا ان کے لئے بہت مشکل ہوگا۔ کیونکہ اس قسم کی تحریک بہت کم ہوتی ہے۔ اور بہت ہی نازک دَوروں میں ہو سکتی ہے۔ شائد اللہ تعالیٰ اس عرصہ میں جنگ کا خاتمہ کر دے۔ اور اسی عرصہ میں ایسے حالات پَیدا کر دے۔ جو

اِسلام اور احمدیت کیلئے مفید

ہوں۔ اور پھر ہمیں اس قسم کے چندوں کی ضرورت نہ رہے۔ اس وقت خواہ کوئی شخص کتنی بڑی مالی قربانی کرے گا۔ اور خواہ دس لاکھ روپیہ سلسلہ کے سامنے لاکر رکھ دے گا۔ اس روپیہ کا اُسے وہ ثواب نہیں ملے گا۔ جو آج چند روپے دینے والوں کو ثواب مل سکتا ہے۔ پس مَیں ان آخری تین سالوں کی تحریک میں سے پہلے سال کی تحریک کرتے ہوئے۔ پھر دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ وہ بیدار ہو جائیں۔ اور سمجھ لیں۔ کہ ان کی منزل اُن کے قریب آگئی ہے۔ اب کسی لمبی قُربانی کا سوال نہیں۔ بلکہ

صرف تین سال قربانی کرنیکا مطالبہ

ہے۔ اس لئے وہ صرف اتنی کوشش نہ کریں۔ جو انہیں قربانی کے کم سے کم معیار پر رکھے۔ بلکہ تین سال کا عرصہ چونکہ نہایت محدود عرصہ ہے۔ اور جلدی ختم ہو جانے والا ہے۔ اس لئے ان کو چاہیئے۔ کہ وہ زیادہ زور اور زیادہ ہمت سے کام لیں۔ اور اس سال پھر وہ اپنی

قربانی کی رفتار کو بڑھاویں

جیسے دن ڈوبتے وقت گھر کا کام کرنیوالا مزدور زیادہ محنت سے کام کرتا ہے۔ اجرت پر کام کرنے والا مزدور تو سارا دن ہی سُستی سے کام کرتا ہے۔ مگر جن کے اپنے گھر کا کام ہو۔ وہ جب دیکھتے ہیں۔ کہ سورج غروب ہونے والا ہے۔ تو زیادہ تن دہی اور زیادہ محنت سے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ اب تو دن ڈوبنے والا ہے۔ اب ہمیں زیادہ محنت سے کام کرکے اُسے جلدی ختم کر دینا چاہیئے اِسی طرح اس تحریک کا دِن بھی اب ڈوبنے والا ہے۔ یعنی وہ کام ختم ہونیوالا ہے۔ جس میں شمولیت کی جماعت کے دوستوں کو تحریک کی جارہی تھی۔ ورنہ یوں قربانیاں کبھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ وہ جاری رہیں گی اور کسی نہ کسی صورت میں جماعت سے ان قربانیوں کا مطالبہ ہمیشہ ہوتا رہیگا۔ اسوقت سوال

ایک معین قربانی

کا ہے اور یہ قُربانی تین سال کے بعد ختم ہو جائیگی پس جسطرح دن ڈوبتے وقت مزدور زیادہ محنت سے کام کرنے لگ جاتا ہے۔ اسی طرح چونکہ تحریک کے مالی قربانی کے حصہ کا دن اب ڈوبنے والا ہے اسلیئے پہلے سے بھی زیادہ زور سے کام کرو تاکہ شام سے پہلے کام ختم ہو جائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دنیا میں انسان جب یہ سمجھتا ہے۔ کہ اب وہ اپنی زندگی کے آخری لمحات میں سے گذر رہا ہے تو وہ خدا تعالےٰ کو خوش کرنے کی زیادہ کوشش کیا کرتا ہے۔ اسی طرح ان تین سالوں میں خدا تعالےٰ کو جسقدر خوش کرنا چاہئے ہو۔ خوش کر لو۔ کہ نہ معلوم پھر ایسا موقعہ میسر آئے یا نہ آئے۔

مَیں نے جماعت کے دوستوں کو بارہا بتایا ہے۔ کہ اس سرمایہ سے

ایک بہت بڑی جائیداد

پیدا کی جارہی ہے جس کی آمد تحریک جدید کے اغراض اور اشاعت دین پر صرف کی جائیگی۔ پس ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ تحریک جدید کی میعاد کے ختم ہوتے ہی یہ جائیداد کلی طور پر آزاد ہو جائے۔ اس جائیداد کو ہم نے اقساط پر خریدا ہوا ہے اور تمام اقساط کی ادائیگی اسی صورت میں ہوسکتی ہے۔ جب پھر ہماری جماعت کے تمام دوست کمر ہمت کس کر کھڑے ہو جائیں اور ان آخری تین سالوں میں

زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کا نمونہ

پیش کریں۔ وعدوں کے لحاظ سے بھی اور پھر ان وعدوں کو بر وقت پورا کرنے کے لحاظ سے بھی۔ میں نے اس تحریک میں جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ بعض قواعد مقرر کئے تھے۔ اور میں نے کہا تھا کہ جو چندہ کوئی شخص پہلے سال دے اس پر ہر سال اگر معمولی زیادتی بھی کرتا چلا جائے۔ تو وہ سابقون میں شامل ہو جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں۔ میری اس تحریک پر قریباً ہر احمدی نے اپنے چندے کو اس رنگ میں بدل دیا ہے۔ کہ وہ اپنے چندہ میں ہر سال کچھ نہ کچھ اضافہ کرتا ہے۔ گو وہ اضافہ کیسا ہی معمولی کیوں نہ ہو۔ اور اگر بعض نے ابھی تک اس رنگ میں اپنے چندوں کو نہیں بدلا۔ تو میں خیال کرتا ہوں۔ کہ وہ اب بدل دیں گے۔ اور انہی لوگوں کی لسٹ میں آنے کی کوشش کریں گے جو ہر سال

پہلے سال سے اضافہ کیساتھ چندہ

پیش کرتے ہیں۔ مگر بعض لوگوں نے اس کے مفہوم کے سمجھنے میں سخت غلطی کی ہے۔ اور انہوں نے اس قانون سے ایسے رنگ میں فائدہ اٹھانا چاہا ہے۔ جو صحیح نہیں۔ یعنی انہوں نے اتنے الفاظ کو تو لے لیا۔ کہ ہر دفعہ چندہ بڑھا دیا جائے۔ مگر انہوں نے اس امر کو مدنظر نہیں رکھا۔ کہ ان کا چندہ قربانی والا چندہ ہے یا نہیں۔ مثلاً ہماری جماعت میں بعض ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کی آمد سو یا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار ہے۔ مگر انہوں نے پہلے سال کا چندہ پانچ روپیہ دے دیا ہے۔ دوسرے سال انہوں نے پانچروپے ایک آنہ دے دیا۔ تیسرے سال انہوں نے پانچروپے دو آنے دے دیئے اور چوتھے سال پانچروپے تین آنے دیئے۔ اب بظاہر تو وہ بھی سابقون میں ہی شامل ہیں۔ اور دسویں سال پانچروپے نو آنے چندہ دے کر وہ سابقون کی اس ظاہری لسٹ میں شامل ہو جائیں گے جو ہم تیار کریں گے۔ مگر اللہ تعالےٰ خوب جانتا ہے۔ کہ اُن کی قربانی کی کیا حقیقت ہے، یہ لوگ بظاہر بڑھا کر چندہ دینے والے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ کی نگاہ میں بڑھا کر دینے والے نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ وہ اپنی سالانہ آمد کا ایک فیصدی حصہ چندہ میں دیتے ہیں جو ایک

نہایت ہی ادنےٰ قربانی

ہے۔ اب تو ہم نے سینما دیکھنے کی ممانعت کی ہوئی ہے۔ لیکن اس سے پہلے یہی سو اور ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار آمد رکھنے والے سال بھر میں پانچ دس روپے سینما دیکھنے پر ہی خرچ کر دیا کرتے تھے۔ پھر کئی چھوٹی چھوٹی چیزیں ہوتی ہیں۔ جن پر وہ اس سے بہت زیادہ روپے خرچ کر دیا کرتے ہیں۔ مگر جب اللہ تعالےٰ کی راہ میں قربانی کا سوال آتا ہے۔ تو وہ پانچ یا دس روپے سے زیادہ قربانی نہیں کر سکتے۔ ایسے لوگوں کو بے شک مَیں قاعدہ کے رو سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر اُن کے تقویٰ کی طرف ان کو توجہ دلاتا ہوں۔ بیشک وہ ظاہری طور پر اپنا چندہ زیادہ کرنے والے تو ہیں۔ لیکن وہ سوچیں کہ کیا خدا تعالےٰ کی نگاہ میں بھی وہ اعلےٰ درجہ میں شامل ہیں؟ جب وہ سینما پر اس سے زیادہ خرچ کر دیا کرتے تھے جب وہ گھر کی اور بیسیوں چھوٹی چھوٹی ضروریات پر اس سے بہت زیادہ روپیہ خرچ کر دیا کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالےٰ کے حضور ان کی یہ قربانی کس طرح قبول کی جاسکتی ہے جو ادنیٰ سے ادنیٰ قربانی ہے

در حقیقت

وہی لوگ قربانی کرنے والے ہیں

جو قربانی کے بوجھ کو محسوس کریں لیکن اگر کوئی شخص سو یا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار آمد رکھتا ہو۔ اور وہ پانچروپے خدا تعالیٰ کے رستہ میں دے دے۔ تو کس طرح کہا جاسکتا ہے۔ کہ اس نے ایسی مالی قربانی کی ہے جس کے بوجھ کو اس نے محسوس کیا ہے۔ اس کے معنے تو یہ ہیں۔ کہ وہ سو یا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار لے کر سات آنے ماہوار کی قربانی کرتا ہے۔ حالانکہ اس سے زیادہ وہ اپنی چوڑھی کو دے دیتا ہے۔ مگر باوجود اسکے کہ وہ خدا تعالےٰ کے سامنے وہ چیز پیش کرتا ہے۔ جو اس کا چوڑھا بھی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوسکتا۔ وہ خدا تعالےٰ کے سامنے وہ چیز پیش کرتا ہے۔ جو اس کا دھوبی بھی قبول کرنے کیلئے تیار نہیں ہوسکتا پھر بھی وہ سمجھتا ہے۔ کہ اس کا نام خدا تعالےٰ کی بارگاہ میں ان لوگوں میں لکھا ہونا چاہیئے جنہوں نے اس کا قرب حاصل کیا۔ اور جن پر اس کے غیر معمولی فضل نازل ہونگے۔

تو یہ

ایک بڑی بھاری غلطی

ہے۔ جو بعض دوستوں کو لگی ہوئی ہے۔ کہ انہوں نے پہلے سال کا چندہ اپنی استطاعت سے بہت کم دے کر اسے بڑھانا شروع کر دیا۔ حالانکہ یہ رعایت صرف اُن لوگوں کے لئے تھی جنہوں نے پہلے تین سالوں میں بہت زیادہ چندہ دے دیا تھا۔ اور اب ان کے لئے اسی نسبت سے مسلسل دس سال قربانی کرتے چلے جانا مشکل تھا۔ پس ایسے لوگ جنہوں نے اپنی تمام کی تمام پونجی پہلے سال یا ابتدائی تین سالوں میں دیدی تھی یا وہ لوگ جنہوں نے اپنی حیثیت سے بڑھکر چندہ دے دیا تھا انکو آئندہ اس تحریک میں شامل رکھنے کیلئے ضروری تھا کہ ان سے رعائتیں کی جائیں۔ تاکہ وہ لوگ جنہوں نے قربانی کا نہایت اعلیٰ نمونہ دکھایا تھا۔ وہ اپنی مجبوری کی وجہ سے دوسروں سے پیچھے نہ رہ جائیں۔ مگر اس سے اُن لوگوں کا فائدہ اٹھا لینا۔ جو اپنی حیثیت اور اپنی مالی وسعت کے مقابلہ میں بہت کم قربانی کر رہے ہیں۔ یہ انسانوں کی نگاہ میں تو بے شک اچھا بن جانے والی بات ہے مگر خدا تعالےٰ

پر منصوری سیھی — بلوم الکمال اراکین

حبّ جواہرات عنبری

کی قیمت میں

۳۱ر دسمبر تک کیلئے ایک چوتھائی کمی کر دی گئی!

اس دوا کے استعمال سے کھوئی ہوئی مردانہ طاقت دوبارہ حاصل ہو گی۔ اور تمام اعضاء رئیسہ میں حیرت انگیز قوت آجائیگی۔ یہ گولیاں دل دماغ جگر اور اعصابی کمزوری کیلئے کرشمۂ تاثیر ہیں۔ بے ضرر۔ دیرپا اور مستقل اثر رکھنے کی وجہ سے ہر ٹانک سے افضل ہیں۔

اصل قیمت (چالیس گولی) پانچروپے رعایتی قیمت تین روپے بارہ آنے

نوٹ:۔ نمونہ کیلئے آٹھ گولی کا پیکٹ ایک روپیہ میں دیا جاتا ہے۔

ہر قسم کی مجرب اور مستند ادویات ملنے کا پتہ:۔

ویدک یونانی دواخانہ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی نگاہ میں انہیں اچھا نہیں بنا سکتی۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔

اس چندہ میں حصہ لینے والے

وہ لوگ بھی تھے جنہوں نے ایک سال میں دو دو ماہ کی آمد دے دی تھی۔ اسی طرح اسمیں ایسے لوگ بھی شامل تھے جنہوں نے اپنا تمام اندوختہ دے دیا تھا۔ اُن لوگوں کے ساتھ مَیں نے یہ رعایت کر دی تھی کہ چونکہ وہ اپنا سارا اندوختہ دے چکے ہیں۔ یا اپنی حیثیت سے بہت بڑھ کر مالی قربانی کر چکے ہیں۔ اس لئے ان کے چندوں کو یا تو باقی سالوں میں پھیلا لیا جائے۔ اور یا پھر پہلے سال انہوں نے جسقدر چندہ دیا تھا اسی قدر چھٹے سال دے دیں۔ اور پھر ہر سال اسپر زیادتی کرتے چلے جائیں۔ مگر ان کے علاوہ ہماری جماعت میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی ایک ماہ کی آمد سے زیادہ چندہ دیتے ہیں بلکہ ایسے بھی ہیں جو قریباً دو ماہ کی آمد کے برابر اس میں چندہ دیتے ہیں۔ اسی طرح بعض اپنی ماہوار آمد کا نوّے فیصدی چندہ دیتے ہیں۔ بعض اپنی ماہوار آمد کا اسّی فیصدی چندہ دیتے ہیں۔ بعض اپنی ماہوار آمد کا ستّر فیصدی چندہ دیتے ہیں۔ بعض اپنی ماہوار آمد کا ساٹھ فیصدی چندہ دیتے ہیں اور بعض اپنی ماہوار آمد کا پچاس فیصدی چندہ دیتے ہیں۔ مگر جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے۔ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جنہوں نے صرف پانچ روپے چندہ دے کر اسے بڑھانا شروع کر دیا اور سمجھ لیا۔ کہ وہ سابقون میں شامل ہو گئے ہیں۔ ایسے لوگوں کی اگر سو روپیہ ماہوار آمد ہے اور وہ پانچ روپیہ چندہ دیتے ہیں تو اسکے معنے یہ ہوئے۔ کہ وہ بارہ سو روپیہ سالانہ آمد پر صرف پانچ روپے چندہ دیتے ہیں۔ اگر وہ فی سیکڑہ صرف آٹھ آنے چندہ دیتے۔ تب بھی چھ روپے بنتے۔ مگر وہ پانچ روپے دیتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک سو روپیہ آمد کے مقابلہ میں آٹھ آنے کی بھی قربانی نہیں کرتے۔ اور اگر کسی کی ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار آمد ہے۔ اور وہ صرف پانچ روپے چندہ دیتا ہے۔ تو اس کے معنے یہ بنتے ہیں کہ وہ ڈیڑھ سو روپیہ لیکر صرف تین چار آنے خدا تعالیٰ کو دیتا۔ اور پھر اس کا نام قربانی رکھتا ہے۔ حالانکہ ادنیٰ سے ادنیٰ کاموں پر بھی اگر کوئی شخص تین چار آنے خرچ کر دے۔ تو وہ اسے قربانی نہیں کہتا۔ عام انسانی ضروریات پر ہی ہر شخص اس سے بہت زیادہ خرچ کر دیا کرتا ہے۔ اسی طرح صدقہ و خیرات کے طور پر انسان ماہوار اس سے زیادہ خرچ کر دیتا ہے۔ مگر کبھی اس کا نام قربانی نہیں رکھتا۔ کجا یہ کہ وہ عظیم الشان قربانی جس سے

اشاعت دین کیلئے ایک مستقل بنیاد

رکھی جانیوالی ہے۔ اس میں ایک شخص سو یا ڈیڑھ سو روپیہ ماہوار آمد رکھتے ہوئے اتنا قلیل حصہ لے۔ اور پھر یہ خیال کرے۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے حضور سابقون میں شمار کیا جائیگا۔ ایسے لوگوں میں بالعموم وہ ہیں جو بعد میں شامل ہوئے۔ اگر وہ اس طرح نام کی قربانی کرنے کی بجائے یہ خیال کرتے کہ ہم بعد میں شامل ہوئے ہیں ہمیں زیادہ زور دینا چاہیئے۔ تاکہ پہلوں کے برابر ہو سکیں۔ تو یہ ان کے لئے اچھا ہوتا۔ بیشک اکٹھا چندہ دینا ان کے لئے مشکل امر تھا۔ مگر وہ یہ کر سکتے تھے۔ کہ اپنے گذشتہ چندہ کو اگلے سالوں میں پھیلا کر ادا کرتے۔ اور اگر پھر بھی بوجھ ان کی طاقت سے بالا ہوتا۔ تو تحریک کے سالوں کے بعد ایک دو سال میں اُسے ادا کر دیتے کیونکہ آخر وہ بعد میں شامل ہوئے تھے۔ اور یہ حق ان کو مل سکتا تھا۔ کہ گذشتہ چندہ کو بعد کے سالوں میں پھیلا دیتے۔ بہرحال

قربانی وہی کہلا سکتی ہے

جو واقعہ میں قربانی ہو۔ اب جبکہ صرف تین سال تحریک جدید کے رہ گئے ہیں۔ مَیں ایسے لوگوں کو بھی ان کی غلطی کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ اور انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ اب بھی اپنے چندوں کو درست کر لیں جس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ وہ گذشتہ چندے آیندہ سالوں میں پھیلا کر ادا کر دیں

تحریک جدید کی میعاد کے اختتام پر اُنکے ذمہ جو بقایا رہ جائیگا۔ اسے وہ بعد کے دو تین سالوں میں ادا کر سکتے ہیں۔ بہرحال انہیں اپنی اصلاح کرنی چاہیئے۔ اور اس

غلطی کی تلافی کی کوشش

کرنی چاہیئے۔

220

مَیں ان کو بھی توجہ دلاتا ہوں

جو ابتک اس تحریک میں شامل نہیں ہوئے

اور اُن سے کہتا ہوں۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ (الحدید ع ۲) یعنی کیا مومنوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ خدا کے ذکر کے لئے اُن کے دل جھک جائیں۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ تھے جن کے ہمسایہ میں ایک سخت اوباش اور آوارہ مزاج امیر رہتا تھا۔ اسکی مجلس میں ہر وقت ناچ اور گانا بجانا ہوتا رہتا تھا۔ شراب نوشی کا دور بھی چلتا رہتا۔ چونکہ لوگوں کے اخلاق پر اس کا بہت بُرا اثر پڑ رہا تھا۔ اسلیئے انہوں نے اس امیر آدمی کو بارہا روکا۔ مگر وہ اپنے فعل سے باز نہ آیا۔ ایک دن وہ کہتے ہیں۔ مَیں مکہ کا حج کر رہا تھا۔ کہ میں نے سامنے سے اسی امیر شخص کو آتے دیکھا اور اسکے چہرے سے اسقدر انکسار اور فروتنی ظاہر ہو رہی تھی کہ یوں معلوم ہوتا تھا وہ رُوحانیت سے گداز ہو چکا ہے۔ چونکہ انہیں اس شخص سے جدا ہوتے مدت ہو چکی تھی اسلیئے وہ اس سے ملے اور کہنے لگے۔ مَیں تم میں کیا تبدیلی دیکھتا ہوں تم کو تو گانیوالی لڑکیوں شراب نوشی کے دور اور رقص و سرور کی محفلوں میں بیٹھا ہونا چاہیئے تھا اور مَیں تو سمجھتا تھا کہ تمہاری ہدایت بالکل ناممکن ہے۔ کیونکہ مَیں نے تم کو بڑے بڑے وعظ کیئے تھے تمہیں خدا نے کس طرح ہدایت دے دی۔ وہ کہنے لگا۔ آپ بالکل سچ کہتے ہیں مجھے آپ نے بھی وعظ کیئے اور دوسرے واعظوں نے بھی مجھے بہت سمجھایا۔ مگر کسی وعظ کا مجھ پر اثر نہ ہوا۔ یہانتک کہ وہ سمجھا سمجھا کر تھک گئے۔ ایکدن میں اپنے کوٹھے پر بیٹھا تھا بزم طرب لگی ہوئی تھی۔ خوبصورت اور حسین عورتیں گا نا گا رہی تھیں اور شراب کا دور چل رہا تھا کہ نہ معلوم خدا کا کونسا بندہ میرے لئے فرشتہ رحمت بن گیا۔ وہ میرے مکان کے قریب کی گلی میں سے گذر رہا تھا اور یہ آیت پڑھتا جاتا تھا کہ الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ اے مومنو کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تمہارے دل خدا تعالےٰ کے ذکر کیلئے جھک جائیں۔ جسوقت اس نے یہ آیت پڑھی مجھے یوں محسوس ہوا کہ یہ آیت ابھی ابھی میرے لئے نازل ہوئی ہے۔ یکدم میری چیخ نکل گئی۔ شراب کا گلاس میرے ہاتھ سے گر گیا اور میں توبہ کر کے نیک اعمال بجا لانے کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس آیت میں جو ذکر اللہ کا لفظ آتا ہے اس کے معنے صرف منہ سے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے کے نہیں۔ بلکہ

خوشبو تی کی لاثانی اور اکسیر دوا ۔ دل کو لبھانیوالی مستقل خوشبو ہے۔

ہیوٹرین رجسٹرڈ

کیل چھائیوں سیاہ داغوں خارش اگزیما

اور

جلدی جراثیمی امراض کا مکمل علاج ہے
گورنمنٹ کیمیکل اگزامینر کی ٹسٹ شدہ ہے
اپنے شہر کے انگریزی دوا فروش اور اچھے جنرل مرچنٹ سے طلب کریں
قیمت فی شیشی ایک روپیہ

بیگم نواب محمد علی خانصاحب مالیر کوٹلہ ہیوٹرین رجسٹرڈ کے متعلق تحریر فرماتی ہیں:- "ہیوٹرین کا میں نے استعمال کرا کر دیکھا ہے۔ کیل چھائیوں اور بدنما داغوں کیلئے مفید ہے اور غیر ملکی دوائیں جو اس مقصد کیلئے ملتی ہیں انکا نعم البدل ہے"

تیار کرنے والے کیمیکل مینوفیکچرنگ کمپنی بمبئی اور کلکتہ

وی۔ پی منگانیکا پتہ: اے جہانگیر جی بوٹریں ... سٹاکسٹ جالندھر شہر (پنجاب)

سول ایجنٹ:۔ سلطان برادرز قادیان (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دستور الارتقاء سورۃ بنی اسرائیل کی لطیف تفسیر کے متعلق حضرت مفتی محمد صادق صاحب مبلغ انگلستان فرماتے ہیں "دستور الارتقاء فاضلانہ تصنیف ہے۔ اور اپنے علمی لطائف کے باعث اس قابل ہے۔ کہ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ اس کا مطالعہ کیا جائے۔ میرے خیال میں یہ کتاب مجموعہ علوم مناظرہ ہے میں مولوی صاحب کو اس تصنیف پر مبارکباد دیتا ہوں۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ احباب خرید کر اپنے اپنے شہروں کے علماء کو پڑھنے کیلئے دیں۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ۔ قیمت صرف ۱۲؍ ملنے کا پتہ عبداللطیف معلم المجاہدین قادیان یا سالانہ جلسہ پر بکسٹال سے ملیگی

وہ خالی ذکر جس کے ساتھ عمل نہ ہو

انسان کے لئے عذاب کا موجب ہو جاتا ہے۔ اصل ذکر اللہ یہی ہے۔ کہ انسان مونہہ کیساتھ عملاً بھی ذکر الٰہی کرے اور دین کی ترقی کے لئے وہ قربانیاں کرے۔ جن کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا ذکر بلند ہو۔ ایک شخص جو منہہ سے ذکر الٰہی کرتا ہے۔ مگر اپنے عمل سے خدا تعالیٰ کے ذکر کو بلند کرنے کیلئے کوئی قربانی نہیں کرتا وہ ہرگز ذکر الٰہی کرنیوالا قرار نہیں پا سکتا۔ پس جو لوگ اس تحریک میں اب تک شامل نہیں ہوئے۔ میں ان سے بھی کہتا ہوں کہ الم یأن للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللّٰہ

کیا اب بھی وہ وقت نہیں آیا

کہ ان کے دل خدا تعالیٰ کے ذکر کو بلند کرنے کی اہمیت کو محسوس کریں۔ اور اس ذکر اللہ کی طرف جلدی سے اپنے قدم بڑھائیں۔ قافلہ اب منزل کے قریب پہنچ رہا ہے۔ کیا اب بھی ان کے دلوں میں حسرت پیدا نہیں ہوتی۔ کیا اب بھی ان کے دلوں میں جوش پیدا نہیں ہوتا۔ اور کیا اب بھی ان کے دلوں میں یہ خواہش پیدا نہیں ہوتی۔ کہ وہ اپنی گذشتہ کوتاہیوں کا ازالہ کر کے اپنے آگے بڑھنے والے بھائیوں کیساتھ شامل ہو جائیں۔ میں ان کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ جو گو پہلے چندے دیتے رہے ہیں۔ لیکن انہوں نے اسقدر قربانی نہیں کی جسقدر کہ ان کے دوسرے بھائی کرتے رہے ہیں۔ کہ وہ ان تین سالوں سے فائدہ اٹھا کر

معمولی زیادتی کی جگہ خاص زیادتی

کے ساتھ ان تین سالوں میں حصہ لیں۔ تاکہ انکا انجام اعلیٰ درجہ کے لوگوں والا ہو۔ اور خواتیم اعمال کے مطابق ہی انسان کا درجہ ہوتا ہے۔ پس اب بھی وقت ہے۔ کہ جو دوست پہلے کم چندہ دیتے رہے ہیں۔ یا قربانی کے مقام کو انہوں نے پہلے صحیح طور پر نہیں سمجھا تھا۔ یا اُن دوستوں کی قربانی اور عمل کو دیکھ کر جن کے حالات اُن سے زیادہ اچھے نہیں۔ مگر انہوں نے قربانی ان سے زیادہ کی ہے۔ اب ان کے اندر بھی یہ احساس پیدا ہو چکا ہے۔ کہ انہیں زیادہ قربانی کرنی چاہیئے تھی۔ وہ اپنی اصلاح کی طرف توجہ کریں۔ اور آئندہ تین سالوں میں زیادہ قربانیاں کر کے اس آخری دور میں اپنے آپ کو آگے نکالنے کی کوشش کریں۔

میں ان کو بھی توجہ دلاتا ہوں جو

اخلاص کے ساتھ اسمیں حصہ لیتے رہے

ہیں۔ کہ اب یہ دور ختم ہونے والا ہے۔ وہ تھکیں نہیں۔ اور جو مقام ان کو اللہ تعالیٰ نے سات سال تک دیا ہے۔ اسے قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ اور اسے مضبوطی سے پکڑ لیں۔ تم اپنے باپ کی جائیداد کسی کو چھیننے نہیں دیتے۔ تم اپنا مال کسی کو چھیننے نہیں دیتے۔ تم اپنا عہدہ کسی کو چھیننے نہیں دیتے۔ پھر کسطرح ہو سکتا ہے کہ ایمان کے ہوتے ہوئے تم اپنا اعلیٰ روحانی مقام دوسرے کو چھیننے دو گے۔

میں انکو بھی توجہ دلاتا ہوں جو

اب احمدیت میں داخل ہوئے

ہیں۔ کہ وہ بھی اس تحریک میں شامل ہو کر اپنے بھائیوں سے آملیں۔ جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں۔ وہ اپنے سابق سالوں کا چندہ نئے سالوں کے ساتھ ادا کر دیں۔ بلکہ اگر اُن پر زیادہ بوجھ ہو۔ تو تحریک کے ایک دو سال بعد تک بھی ادا کر سکتے ہیں۔ اور اس غرض کیلئے وہ مہلت حاصل کر سکتے ہیں۔

میں ان کو بھی توجہ دلاتا ہوں جن کو

خدا تعالیٰ نے نئی نوکریاں دی ہیں

سینکڑوں اور ہزاروں ایسے لوگ ہیں جن کو فوجی کاموں کی وجہ سے ملازمتیں ملی ہیں۔ اور اس طرح خدا تعالیٰ نے ان کے لئے دنیوی فضل کا دروازہ کھولا ہے۔ وہ اسے روحانی دنیا کے لئے بھی کھولنے کی کوشش کریں۔ اور اس کے شکریے میں ایسی قربانیاں کریں جو انہیں روحانی فضلوں کا وارث کر دیں۔

میں یہ بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جو لوگ وعدے کریں۔ وہ

جلد سے جلد

ان کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ تاکہ ان کی قربانی سے سلسلہ کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ چاہیئے کہ جو دوست سابقون میں شامل ہونا چاہیں۔ وہ مارچ تک اپنے چندے ادا کر دیں۔ جن سے یہ نہ ہو سکے ان کے لئے دوسرا دور جولائی کے آخر تک ہے۔ وہ جولائی کے آخر تک اپنے چندے ادا کر دیں اور جن سے یہ بھی نہ ہو سکے وہ اگلے سال کے نومبر کے آخر تک اپنے چندے ادا کر دیں۔ میں ان کو بھی جواب تک

سابق سال کا چندہ

ادا نہیں کر سکے توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ان سے جو کوتاہی ہو چکی ہے۔ اس کا دسمبر اور جنوری کے مہینہ میں ازالہ کرنے کی کوشش کریں۔ اور دسمبر اور جنوری میں اپنا چندہ ادا کر دیں تاکہ نیا سال انہیں وعدہ کے ایفاء میں اور بھی پیچھے نہ ڈال دے۔

میں

ان کارکنوں کو

بھی جنہوں نے تحریک جدید کے کام کو اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ توجہ دلاتا ہوں۔ کہ انکو خدا تعالیٰ نے بہت بڑے ثواب کا موقع دیا ہے۔ وہ بھی بیدار ہوں اور اپنے مقام کی عظمت کو سمجھیں۔ انہیں خدا تعالیٰ نے دوہرے بلکہ تہرے ثواب کا موقع عطا کیا ہوا ہے۔ کیونکہ وہ اس چندہ میں خود بھی شامل ہوتے ہیں۔ اور دوسروں سے بھی چندہ وصول کرتے ہیں۔ پس انہیں صرف اپنے چندہ کا ہی ثواب نہیں ملتا۔ بلکہ دوسروں سے چندہ وصول کرنیکا بھی ثواب ملتا ہے۔ اور یہ وہ امر ہے۔ جس کا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرما چکے ہیں۔ چنانچہ آپ نے فرمایا جو شخص نیکی کرتا ہے۔ اسے بھی ثواب ملتا ہے۔ اور جو دوسرے کو نیکی کی تحریک کرے اسے دوسرا ثواب ملتا ہے۔ ایک خود نیکی کرنیکا اور دوسرا نیکی کی تحریک کرنے کا۔ اسی طرح تحریک جدید کا جو کارکن اپنا چندہ ادا کرنے کے علاوہ دس آدمیوں سے چندہ وصول کر کے بھجواتا ہے۔ اُسے اُن دس آدمیوں کا ثواب ملتا ہے۔ اور جو بیس آدمیوں سے چندہ وصول کر کے بھجواتا ہے۔ اُسے ان بیس آدمیوں کا ثواب ملتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے دروازوں کو اسطرح کھول رکھا ہے۔ تو جو شخص اب بھی سستی سے کام لیتا ہے۔ اس کی حالت کس قدر افسوس ناک ہے۔ پس میں تحریک جدید کے کارکنوں کو بھی توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ دسمبر کی بیس تاریخ تک اپنی جماعتوں سے چندے کی فہرستیں مرتب کر کے بھجوا دیں۔ اور جو کام باقی رہ جائے۔ اس کی تاریخ ۱۳ جنوری تک ہوگی۔ کیونکہ جلسہ سالانہ کے بعد اپنے اپنے گھروں کو جا کر لوگ ۱۰-۱۵ جنوری سے کام شروع کرتے ہیں۔ پس پنجاب اور ان دوسرے علاقوں کے لئے جہاں اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے وعدے بھیجنے کی

آخری تاریخ ۳۱ جنوری

ہے۔ مگر وہ لوگ یقیناً ہمارے کام میں سہولت پیدا کرنے والے ہونگے۔ جن کے وعدے بیس دسمبر تک آجائیں گے۔

جن علاقوں میں

اردو زبان بولی نہیں جاتی

شلاً بنگال ہے یا مدراس ہے۔ یا اسی طرح غیر زبان بولنے والے اور صوبجات ہیں۔ ان کے وعدوں کی آخری میعاد ۳۰ اپریل ہے اسی طرح ہندوستان کے باہر دوسرے ممالک میں رہنے والے ہندوستانیوں کیلئے بھی ۳۰ اپریل آخری تاریخ ہے۔ البتہ غیر ملکی لوگوں کے لئے جیسے امریکہ وغیرہ کے رہنے والے ہیں ۳۰ جون تک وعدوں کی میعاد ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ جماعت کے دوست اس تحریک کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس میں حصہ لینگے یاد رکھو۔ دنیا میں وہی قومیں ترقی کیا کرتی ہیں جو اپنا قدم ہمیشہ آگے بڑھاتی ہیں۔ اگر گندم کو ترقی دے کر اسے بڑھایا جا سکتا ہے۔ اگر سبزیوں اور ترکاریوں کو ترقی دے انہیں بڑھایا جا سکتا ہے اگر آموں کو ترقی دے کر انہیں بڑھایا جا سکتا ہے۔ اگر گھوڑوں، گدھوں، بیلوں اور بکریوں کو ترقی دے کر انہیں بڑھایا جا سکتا ہے۔ تو سوچو کہ خدا تعالیٰ کی اشرف المخلوق کو ترقی دے کر کیوں بڑھایا نہیں جا سکتا۔ یقیناً جسطرح اور چیزیں ترقی کر رہی ہیں۔ اسی طرح بنی نوع انسان بھی ترقی کر سکتے ہیں اور وہ اپنے روحانی کمالات سے دنیا کو محو حیرت کر سکتے ہیں۔ بالخصوص ہماری جماعت تو وہ ہے۔ جسے خدا نے ترقی کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ اور وہ چاہتا ہے۔ کہ

"تمام دنیا پر ہماری جماعت کو غالب کرے"

پس ہماری جماعت کو اپنے اندر ایسا تغیر پیدا کرنا چاہیئے کہ جس طرح اچھے بیج قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اس طرح ہماری جماعت کو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتب کا سیٹ صرف پچیس روپے میں بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان سے طلب کریں! (منیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

221
Digitized by Khilafat Library Rabwah

تحریک جدید سال ہشتم کے مالی جہاد کی آواز ہر احمدی کے کان تک پہنچنا ضروری ہے

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ کے وہ کلمات طیبات جو تحریک جدید سال ہشتم کے مالی جہاد کے متعلق ہیں جو قرآن پاک کے حقائق و معارف سے پُر ہے ۔ اور مومنوں کے دلوں کے زنگ کو دور کرنے والا اور ان کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں مالی قربانیوں کے لئے خود بخود رغبت دلانے والا ہے ۔ اس پرچہ میں شائع کیا جا رہا ہے ۔ چونکہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس آواز کا ہر احمدی کے کان تک پہنچ جانا ضروری ہے ۔ اس لئے ۱۲ دسمبر کے جمعہ میں ہر مقام پر یہی "مالی جہاد" کا خطبہ سنایا جائے اور لفظاً بلفظاً سنایا جائے ۔ اور خطبہ کی غرض و غایت ہر احمدی کے دل پر نقش کر دی جائے ۔ حتّٰی کہ اس کا دل خود بخود بول اٹھے کہ مجھے اس مبارک تحریک میں حصہ ضرور لینا ہے ۔ نہ صرف یہ بلکہ گذشتہ سالوں سے بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہے اور وہ دعائیں کرتا ہوا انشراح صدر سے اپنا وعدہ لکھائے حتّٰی کہ کم سے کم اس کی قربانی کی مقدار اس کی ایک ماہ کی آمد کے برابر ہو جائے ۔

تحریک جدید کے عہدیداران کا شکریہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کے کارکن تحریک جدید کے کامیاب کرنے میں قابل تعریف کام کیا کرتے ہیں ۔ جیسا کہ ان کا گذشتہ ریکارڈ بتا رہا ہے ۔ جن کارکنوں نے سال ہفتم کے کامیاب کرنے میں نمایاں اور اچھا کام کیا ۔ ان کے نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ۲۹ رمضان المبارک کو پیش کئے گئے تھے میں شائع کرنا چاہتا تھا ۔ مگر افسوس ہے کہ اخبار میں گنجائش نہیں نکلی ۔ اس لئے اس اعلان کے ذریعہ ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ عرض کر دینا ضروری ہے ۔ کہ چونکہ یہ تحریک نہایت اہم اور بہت زبردست حضور نے فرمائی ہے ۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر عہدیداران کو نہ صرف وعدوں کے لئے گھر بہ گھر پہنچکر وعدہ لینا ہے ۔ اور حضور کے خطبہ کی یاد تازہ کر کے لینا ہے ۔ تا ان کی جماعت کی فہرست قبل جلسہ حضور کے پیش ہو جائے ۔ بلکہ نئے افراد کو بھی اس تحریک میں شامل کرنا ہے ۔ نئے شامل ہونے والوں میں وہ بچے ہیں جو نابالغ تھے ۔ مگر اب بلوغت کو پہنچ گئے ۔ وہ طالبعلم ہیں جو برسرکار ہو چکے یا کوئی کام شروع کر چکے ۔ وہ لوگ ہیں جن کے پاس مال نہیں تھا ۔ مگر اب خدا تعالیٰ نے ان کو مال بخش دیا ۔ وہ معذور جن کی معذوری اللہ تعالیٰ نے دور کر دی ہے ۔ وہ جو احمدی نہیں تھے ۔ مگر اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اپنے پاک مسیح کی شناخت کی توفیق عطا فرما دی ۔ ایسے دوست نہ صرف سال ہشتم میں ہی شامل ہو کر اپنے اخلاص کا ثبوت اپنے امام کے حضور پیش کر سکتے ہیں ۔ بلکہ پچھلا سفر طے کر کے بھی قافلہ کے ساتھ مل سکتے ہیں پچھلے سفر کے لئے ان کو اجازت ہے ۔ کہ وہ اپنی سہولت اور آسانی کے مطابق طے کریں ۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ پچھلا سفر یکدم ہی طے کریں بلکہ قسط وار تھوڑا تھوڑا کر کے اپنی آسانی کے مطابق طے کر کے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پانچ ہزاری فوج میں شامل ہو سکتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بخشے ۔ پس نئے احباب کو بھی شامل کرنے کی کارکن کوشش کریں ۔

تحریک جدید سال ہشتم کا فارم

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطبہ "تحریک جدید" علیحدہ چھاپ کر تمام جماعتوں میں جن میں اخبار جاتا ہے یا نہیں ارسال کرے گی ۔ اور جن افراد کے وعدے براہ راست آتے ہیں ۔ ان کو بھی یہ خطبہ بھیجا جاویگا ۔ خواہ وہ احباب خریدار بھی ہوں ۔ پس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا "کارکنان تحریک جدید" کی طرف سے جن کو خطبہ ملے وہ خطبہ پڑھ یا سنکر فوراً وعدہ کریں ۔ تا سابقون کا بھی ثواب انہیں مل جائے ۔ خطبہ کے ساتھ فارم بھی جماعتوں اور افراد کو بھیجا جائے گا ۔ انشاء اللہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا اسوۂ حسنہ

بالآخر یہ کہنا ضروری ہے ۔ کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا اسوۂ حسنہ ملاحظہ فرما چکے ۔ حضور نے اپنا عطیہ ۱۵ فیصدی اضافہ کیساتھ عطا فرما دیا ہے ۔ اور قادیان کے احباب کے شاندار وعدے بھی دیکھ چکے ۔ اب آپ سے مطالبہ ہے کہ آپ مومنانہ شان کے مطابق سال ہشتم پر لبیک کہیں ۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشے ۔
(فنانشل سیکرٹری تحریک جدید)

الفضل کے خطبہ نمبر کے خریداران جن کو وی ۔ پی ہوں گے

ذیل میں خطبہ نمبر کے ان خریدار احباب کے اسمائے گرامی درج ہیں ۔ جن کا چندہ ختم ہے ۔ یا ۳۱ دسمبر ۱۹۴۱ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے ۔ ان کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے ۔ کہ وہ اپنا اپنا چندہ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۱ء تک بذریعہ منی آرڈر یا بذریعہ محاسب ادا فرمائیں ۔ یا جلسہ سالانہ کے موقعہ پر دستی ادا فرمائیں ۔ جن احباب کی طرف سے چندہ وصول نہ ہوگا ۔ ان کی خدمت میں جنوری ۴۲ء میں شائع ہونے والا پہلا خطبہ بذریعہ وی ۔ پی بھیجا جائیگا ۔ احباب کو چاہیئے کہ اپنا نام دیکھتے ہی چندہ جلد سے جلد ارسال فرمانے کی کوشش کریں ۔
(خاکسار منیجر)

۶۸ ۔ صوفی نبی بخش صاحب	۸۸۵ ۔ اسلام الدین صاحب	۱۰۹۹ ۔ عطاء الرحمٰن صاحب
۱۹۲ ۔ نصیر الدین نیبرز الدین صاحبان	۸۸۶ ۔ عبد الغفور صاحب	۱۱۱۶ ۔ محمد ظہیر احمد صاحب
۲۴۳ ۔ سردار علی صاحب	۹۱۳ ۔ چوہدری نبی احمد صاحب	۱۱۲۲ ۔ مہر محمد حسین صاحب
۲۸۰ ۔ چوہدری رحمت خان صاحب	۹۱۹ ۔ بشارت علی خان صاحب	۱۱۳۰ ۔ سید واجد علی شاہ صاحب
۶۱۶ ۔ نور محمد صاحب	۱۰۱۳ ۔ ایم ۔ ڈی مظفر محمود صاحب	۱۱۳۴ ۔ عبدالعزیز صاحب
۶۲۱ ۔ عبدالرحمٰن صاحب	۱۰۲۷ ۔ قاضی عبدالخالق صاحب	۱۱۳۸ ۔ محترمہ سعیدہ بیگم صاحبہ
۶۳۷ ۔ عبدالمجید صاحب	۱۰۳۷ ۔ محمد اشرف صاحب	۱۱۴۵ ۔ چوہدری عبدالقادر صاحب
۶۹۲ ۔ اللہ دتہ صاحب	۱۰۴۸ ۔ ڈبلیو ۔ کے ۔ ہرمن	۱۱۴۴ ۔ سید بہادر علی شاہ صاحب
۷۱۷ ۔ چوہدری محمد الدین صاحب	۱۰۵۰ ۔ غلام احمد صاحب	۱۱۴۷ ۔ چوہدری عنایت اللہ صاحب
۷۴۰ ۔ راجہ زین العابدین صاحب	۱۰۵۲ ۔ غلام علی صاحب	۱۱۴۸ ۔ مبلغ وزیرستان
۷۵۱ ۔ سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ	۱۰۵۷ ۔ قمر الدین صاحب	۱۱۵۰ ۔ چوہدری رحمت اللہ صاحب
۷۹۴ ۔ بشیر الدین احمد صاحب	۱۰۵۸ ۔ عبدالواحد صاحب	۱۱۵۲ ۔ قریشی عبدالحق صاحب
۸۳۶ ۔ بابو محمد ابراہیم صاحب	۱۰۵۹ ۔ نذیر احمد صاحب	۱۱۹۳ ۔ محمد الدین صاحب
۸۷۴ ۔ چوہدری احمد دین صاحب	۱۰۶۰ ۔ ایم جمیل احمد صاحب	۱۲۰۷ ۔ عبدالرحمٰن خان صاحب
۸۷۶ ۔ مرزا مولا بخش صاحب	۱۰۶۴ ۔ چوہدری محمد حسین صاحب	۱۲۲۲ ۔ مولوی محمد جان خان صاحب
۸۸۰ ۔ چودہری نور محمد صاحب	۱۰۶۵ ۔ مولا بخش صاحب	۱۲۲۸ ۔ چوہدری محمد نواز صاحب
۸۸۳ ۔ مسجد احمدیہ	۱۰۶۸ ۔ عبدالغنی صاحب	

وی ۔ پی وصول فرمالئے جائیں !

گذشتہ اعلانات کے مطابق ہم نے ان اصحاب کی خدمت میں وی ۔ پی ارسال کر دیئے ہیں ۔ جنکا چندہ ختم ہو چکا ہے یا بہت جلد ختم ہونے والا ہے ۔ جو اصحاب چندہ ارسال فرما چکے ہیں یا جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ادائیگی کا وعدہ فرما چکے ہیں ۔ ان کے وی ۔ پی روک لئے گئے ہیں ۔ باقی تمام اصحاب کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش ہے ۔ کہ وی ۔ پی وصول فرما کر ممنون فرمائیں ۔ جن اصحاب نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ادا کرنیکا وعدہ فرمایا ہے ۔ وہ براہ کرم اپنے وعدے کو یاد رکھیں ۔
(خاکسار منیجر الفضل)

بیکاری کا علاج
سو روپیہ کی پونجی سے سو روپیہ ماہوار تک بھی کما سکتے ہیں
تفصیل کے واسطے
تین پیسہ کے ٹکٹ بھیج کر اپنا نام و پورا پتہ بنام :-
منیجر امرت دھارا ۱۲ لاہور لکھ دیجیئے !

ست سلاجیت

مرگی و دیوانگی کو دور کرتی جذام کو شفا دیتی۔ استسقاء میں بہت مفید۔ رنگ کو نکھارتی۔ دمہ کو دور کرتی۔ پتھری کو نکالتی۔ مرد کو مرد بناتی۔ بڑھاپے کی کمزوریوں کو دور کرتی۔ ذیابیطس اور سلسل البول کے لئے بہت مفید۔ غرضیکہ اعضائے رئیسہ و شریفہ کے لئے اکسیر۔ دراصل یہ اس پتھر کا جوہر ہے۔ جس میں لوہا۔ تانبا۔ چاندی اور سونے کی دھاتیں ہوتی ہیں۔ گویا ان جملہ مقویات کا یہ قدرتی گشتہ ہے۔ اس لئے کہ امیر و غریب اس نعمت سے یکساں فائدہ اٹھا سکیں۔ اس کی قیمت برائے نام یعنی ایک چھٹانک کی قیمت صرف ایک روپیہ چار آنے۔ محصولڈاک علاوہ۔ چھٹانک سے کم روانہ نہ ہوگی۔ بازار سے ایسی اعلیٰ چیز آپ کو ایک روپیہ تولہ پر بھی نہ مل سکے گی۔ دیکھئے مخلوق خدا اس کی تعریف میں کس طرح رطب اللسان ہے۔

بالکل صحت ہو گئی

جناب چوہدری ابو محمد عبد اللہ صاحب نمبر دار کھیوہ باجوہ ڈاکخانہ کلاسوالہ لکھتے ہیں کہ روپیہ آپ سے ست سلاجیت منگوائی گئی۔ چوٹوں۔ درد دل سے قریباً کلی صحت ہوگئی۔ اب ایک اور بیمار کے واسطے ضرورت ہے۔ ایک چھٹانک جلد بذریعہ وی۔ پی بھیجدیں۔"

آپ کی سلاجیت سب سے بڑھ کر رہی

جناب حکیم سید علی الدین صاحب ہیڈ مدرس اسکول مہوبہ ڈاکخانہ خاص ضلع ہمیر پور لکھتے ہیں کہ آپ سے ایک چھٹانک ست سلاجیت آپ سے منگوائی تھی۔ مجھ کو زکام۔ نزلہ دوامی تھا جس کا استعمال کسی دوائی سے نہ ہو سکا ہر دواری سلاجیت کی تعریف سن کر اس کا بھی استعمال کیا مگر فائدہ نہ ہوا۔ آپ کی سلاجیت سے الحمد للہ نزلہ دوامی اور دیگر امراض زکامی میں غیر معمولی فائدہ ہوا۔ قوی امید ہو کر مسلسل استعمال سے جملہ امراض کی بیخ کنی ہو جائیگی۔ مجھ کو یہ کہنے میں ذرا بھی تامل نہیں کہ آپکی ادویات کے خواص مندرجہ اشتہار سے بھی زیادہ موثر ہیں۔ بدیں غرض بذا دس تولہ ست سلاجیت بذریعہ وی۔ پی ارسالی فرما کر مشکور فرمائیں"

بالکل آرام آگیا

جناب مستری عنایت اللہ صاحب ورکشاپ ہیڈ خانکہ سے لکھتے ہیں کہ "ایک دفعہ پہلے بھی آپ سے ست سلاجیت منگوائی۔ میری کمر میں سخت درد تھی۔ اس کے استعمال سے بالکل آرام آگیا۔ براہ کرم دو چھٹانک اور بذریعہ وی۔ پی ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔"

ملنے کا پتہ:۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

رفیق نسواں

رفیق نسواں عورتوں کی مخصوص بیماریوں کیلئے دواخانہ نور الدین رضؓ کی نہایت کامیاب دوا ہے۔ اس کے استعمال سے ایام حیض کی خرابیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ اگر حیض کی بے قاعدگی۔ بندش یا کمی ہے یا حیض کا خون تکلیف سے رک رک کر آتا ہے۔ ناف کے نیچے ابھار ہے۔ دبانے سے دُکھن محسوس ہوتی ہے۔ کمر اور پنڈلیوں میں درد رہتا ہے جی متلاتا ہے۔ یا ہاتھ پاؤں اور سر میں جلن ہے۔ کوئی کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ تو یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ آپ کو "رفیق نسواں" کا استعمال جلد سے جلد شروع کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ان تکالیف کو دُور کرکے آپ میں قوت و توانائی اور از سر نو صحت تازہ پیدا کر دے گی۔

قیمت یکصد قرص تین روپیہ بارہ آنہ (۳/۱۲)۔ پچاس قرص دو روپیہ عا

ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ نور الدین قادیان

مولانا عبد المجید صاحب سالک مدیر روزنامہ انقلاب لاہور

طبیہ عجائب گھر کے متعلق حسب ذیل رائے کا اظہار فرماتے ہیں:۔

"میں نے طبیہ عجائب گھر قادیان کو ایک بات میں نہایت بے نظیر پایا۔ وہ یہ ہے کہ اس میں بیش بہا جواہر دوائیہ اور مشک و عنبر سے لیکر معمولی مفردات بنفشہ و نیلوفر وغیرہ تک ہر چیز عمدگی اور نفاست کے اعتبار سے لاثانی مل سکتی ہیں۔ آپ ایک دوا آزمائش کے طور پر منگائیے۔ اور پھر دوسرے دواخانوں کی بہم پہنچائی ہوئی دوا سے مقابلہ کیجیے۔ تو آپ کو میری گذارش کی اہمیت معلوم ہو۔ خالص۔ عمدہ اور صاف ستھری دوائیں حاصل کرنے کے لئے طبیہ عجائب بہترین مرکز ہے۔ مرکبات کی تیاری بھی انتہائی احتیاط سے کی جاتی ہے۔ عرق۔ شربت۔ معجون۔ روغن۔ ہر چیز بہتر سے بہتر دواخانوں سے بھی اونچا معیار رکھتی ہے۔ اور پھر قیمتیں بڑے دواخانوں کے مقابلے میں یقیناً کم ہیں۔ اور یہ بہت بڑی خوبی ہے۔ مجھے ذاتی طور پر معلوم ہے کہ حکیم عبد العزیز خان صاحب کا مقصد طبی عجائب گھر سے روپیہ کمانا اور دولتمند ہونا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ ان کا مدۃ العمر کا ایک شوق ہے کہ بہترین ادویہ مہیا کریں۔ چنانچہ وہ اپنے شوق کو پورا کر رہے ہیں۔ اور ضرورتمند لوگ اس چشمۂ رحمت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجرب اور خالص ادویہ

تریاقِ کبیر یہ گھر کا ڈاکٹر ہے۔ سر درد۔ پیٹ درد۔ دانت کی درد۔ گلے کی درد۔ سینہ کی درد۔ اسہال۔ سوء ہضم وغیرہ کے مریضان کو اس دوا کے لگانے یا پلانے سے فوری فائدہ ہوتا ہے۔ بھڑ۔ بچھو۔ سانپ کاٹے ان کے زخموں کیلئے یہ تریاق ہے۔ عام مرضوں میں ڈاکٹر کی ضرورت ہی نہیں رہتی اور بڑے امراض میں ڈاکٹر کے آنے تک مریض کی حالت اچھی رہتی ہے اس کا ہر گھر میں موجود ہونا نہایت ضروری ہے۔ قیمت بڑی شیشی ۱۲/ درمیانی شیشی ۸/ چھوٹی شیشی ۴/

اس کے مفید ہونیکے متعلق ذیل کا سرٹیفکیٹ ملاحظہ فرمائیں

ایکرمی محترمی جناب خان مسعود احمد خان صاحب ابن حضرت نواب محمد علی خانصاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"تریاق کبیر کو میں نے ہر طرح سے آزمایا ہے اور فائدہ مند پایا ہے۔ پیٹ درد۔ سر درد۔ متلی و اپھارے اور زکام میں میں نے اسکو استعمال کیا اور کروایا۔ جسے ہر لحاظ سے مفید پایا۔ تریاق کبیر کی شیشی ہر گھر میں ہونی چاہیئے۔

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمتِ خلق قادیان (پنجاب)

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا یا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی